شمارہ نمبر: ۱۴۰

غیر مؤقّت

☆ ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ ☆

دسمبر 2019

- تکبیر ہوتے وقت کھڑے رہ کر جماعت کا انتظار کرنا مکروہ ہے
- محفل میلاد
(مولوی رشید گنگوہی دیوبندی کے فتویٰ انکارِ میلاد کا رد)
- اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جھوٹ بولا ہے
ساجد خان دیوبندی کا کفریہ عقیدہ
- ساجد خان دیوبندی اور مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی
باہم دست وگریباں ہوگئے
- امام المتکلمین حضرت مولانا نقی علی خان پر
''جواہر البیان'' کے حوالے سے دیوبندی اعتراض کا جواب
- حرمین شریفین اور میلاد

ایڈیٹر:
عبد المصطفٰی قادِری رضوی
ای میل: kalimaehaq92@gmail.com
فیس بک پیج: kalimaehaq92

بفیضانِ نظر: شیخ الاسلام والمسلمین، تاج المحققین، اِمامِ اہلِ سُنَّت، مجددِ دِین وملت، حضرت علامہ مولانا مفتی قاری حافظ امام الشاہ **احمد رضا خان قادری** برکاتی حنفی بریلوی
رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ

شیر بیشۂ اہلِ سُنَّت، مظہرِ اعلیٰ حضرت، اِمام المناظرین، فاتحِ مذاہبِ باطِلہ، حضرت علامہ مولانا ابوالفتح حافظ قاری **محمد حشمت علی خان** قادری رضوی لکھنوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ

وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ مفتیِ اعظمِ ہند، شہزادۂ مفسرِ اعظمِ ہند، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، رہنمائے قوم وملت، تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی **محمد اختر رضا خاں قادری**
رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ

عقائدِ اہلِ سُنَّت کا محافظ

مجلّہ کلمۂ حق پاکستان

غیر مؤقّت　　شمارہ نمبر:۱۴

دسمبر 2019 ☆ ربیع الآخر ۱۴۴۱ھ

ایڈیٹر: **عبدالمصطفیٰ قادِری رضوی**

ای میل: kalimaehaq92@gmail.com

فیس بک پیج: kalimaehaq92

شمارہ ان مکتبوں سے حاصل کریں:

مکتبہ برکات المدینہ، جامع مسجد بہارِ شریعت، بہادر آباد، کراچی۔

مکتبہ الغنی، پرانی سبزی منڈی نزد فیضانِ مدینہ، کراچی۔

مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، بالمقابل مین گیٹ عسکری پارک، کراچی

فہرست

مضمون	مصنف	صفحہ
۱۔اداریہ۔	عبدالمصطفیٰ رضوی	3
۲۔وہابیوں کے کفر کی مشین سے دنیا میں کوئی مسلمان نہیں ہے۔	امام المناظرین حضرت علامہ مولانا حشمت علی لکھنوی	4
۳۔تکبیر ہوتے وقت کھڑے رہ کر جماعت کا انتظار کرنا مکروہ ہے:	محبوبِ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی محبوب علی خان لکھنوی	7
۴۔محفلِ میلاد (مولوی رشید گنگوہی دیوبندی کے فتویٰ اِنکارِ میلاد کا ردّ)	تاج العلما مفتی محمد عمر نعیمی	16
۵۔مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی شرمناک اَصلیت، دیوبندی علما کی زبانی	میثم عباس قادِری رضوی	25
۶۔اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جھوٹ بولا ہے: ساجد خان دیوبندی کا کفریہ عقیدہ	میثم عباس قادِری رضوی	33
۷۔دیوبندی خود بدلتے نہیں، کتابوں کو بدل دیتے ہیں (قسط۱۳)	میثم عباس قادری رضوی	41
۸۔ساجد خان دیوبندی اور مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی باہم دست و گریباں ہو گئے	میثم عباس قادری	48
۹۔امام المتکلمین، حضرت مولانا نقی علی خان پر ’’جواہر البیان‘‘ کے حوالے سے دیوبندی اعتراض کا جواب	میثم عباس قادری رضوی	59
۱۰۔’’حرمین شریفین اور میلاد‘‘	محمد نعیم الدین/محمد سیفِ رضا	67
۱۱۔ردِّ دیوبندیت پر شائع ہونے والی کچھ اہم کُتب	عبدالمصطفیٰ قادری رضوی	78

اِداریہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قارئینِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ بِفَضۡلِہٖ تَعَالٰی وَبِکَرَمِ حَبِیۡبِہٖ الۡاَعۡلٰی (جَلَّ وَعَلَا وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ''مجلّہ کلمۂ حق'' کو اہلِ علم کی جانب سے بہت ہی کم عرصے میں زبردست پذیرائی حاصل ہوئی۔ اس مجلّہ نے دُشنام باز، جعل ساز دیوبندی ٹولے کا زبردست طریقے سے علمی و تحقیقی رد کیا، جس کے نتیجے میں ان کی فلک شگاف چیخیں بلند ہوئیں (جو ہمارے لیے طمانیتِ قلب کا باعث ہوئیں)۔ اور وہ لاجواب ہو کر دُشنام طرازی، گالیاں بکنے پر لگ گئے۔

پھر چند ناگزیر مجبوریوں نے آلیا اور مجلّہ ''کلمۂ حق'' کی اِشاعت کچھ سال ملتوی رہی۔ اب بھی حالات کچھ زیادہ مختلف نہیں، لیکن سب مجبوریوں اور مصروفیات کے باوجود یہ شمارہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ جس کی دو وجوہات ہیں: (۱) ''احقاقِ حق وابطالِ باطل'' کا جذبہ (۲) اور احبابِ اہلِ سنت کا پیہم اصرار۔ شروع میں یہ شمارہ سہ ماہی تھا، پھر اس کو دوماہی کیا گیا، مصروفیات کی کثرت کے باعث مجلّہ کی اشاعت میں کافی تاخیر ہوجاتی تھی، اس لیے اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ مجلّہ دوماہی کی بجائے ''غیر مؤقّت'' کردیا جائے، تاکہ جب بھی فرصت میسر ہو، شمارہ ترتیب دے کر شائع کردیا جائے۔ اللہ پاک ہمارا حامی و ناصر ہو اور ہمیں اسے جاری رکھنے کی توفیق دیے رکھے۔ آمین۔

عبدالمصطفیٰ قادِری رضوی

وہابیوں کے کفر کی مشین سے دنیا میں کوئی مسلمان نہیں

ازافادات:

شیر بیشۂ اہلِ سُنّت، مظہرِ اعلیٰ حضرت، اِمام المناظِرین، فاتح مذاہبِ باطِلہ، حضرت علامہ مولانا ابوالفتح حافظ قاری محمد حشمت علی خان قادری رضوی لکھنوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وہابیوں کے مذہب کی سب سے معتبر کتاب ''تقویت الایمان'' کے بقیہ (تذکیرالاخوان) میں صفحہ ۸۶تا۸۸ پر ہے:

(۱)......لڑکا پیدا ہوتے وقت بندوقیں چھوڑنا۔

(۲)......چھٹی کرنا۔

(۳)......بسم اللہ کی شادی (خوشی) کی محفل کرنا۔

(۴)......سہرا باندھنا۔

(۵)......شادی سے پہلے برادری کا کھانا کھلانا۔

(۶)......محرم کی محفلیں کرنا۔

(۷)......ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دینا۔

(۸)......جب ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا آئے کھڑے ہوجانا۔

(۹)......ربیع الثانی کو گیارہویں کرنا۔

(۱۰)......شعبان میں حلوا پکانا۔

(۱۱)......رمضان میں اخیر جمعہ کو خطبہ الوداع اور قضائے عمری پڑھنا۔

(۱۲)......شوال میں عید کے دن سوئیاں پکانا۔

(۱۳)......بعد نماز عیدین کے بغل گیر ہوکر ملنا۔

(۱۴)......یا مصافحہ کرنا۔

(۱۵)......ذیقعدہ کے مہینہ میں نکاح نہ کرنا۔

(۱۶)......کفنی پر کلمہ وغیرہ لکھنا۔

(۱۷)......قبر میں قل کے ڈھیلے رکھنا۔

(۱۸)......تیجہ کرنا۔

(۱۹)......دسواں کرنا۔

(۲۰)......چالیسواں کرنا۔

(۲۱)...... چھ ماہی اور برسی عرس کرنا۔

(۲۲)......حافظوں کو قبروں پر بٹھانا۔

(۲۳)......گدھے خچر کی سواری کو معیوب سمجھنا۔

(۲۴)......مہر عورتوں کا زیادہ مقرر کرنا۔

(۲۵)......مقلد کے حق میں تقلید ہی کافی سمجھنا۔

جو شخص اس کی برائی دریافت کر کے ناخوش اور خفا ہو اور ان کاموں کا ترک کرنا بُرا لگے تو صاف جان لینا چاہیے کہ وہ شخص اس آیت کے حکم کے بموجب مسلمان نہیں۔(ملخصاً)

(تذکیر الاخوان، صفحہ ۱۱ تا ۱۳، مطبوعہ در مطبع فاروقی، دہلی۔ایضاً صفحہ ۲۵ تا ۲۹، مطبوعہ اقبال اکیڈمی، ایبک روڈ، انارکلی، لاہور۔تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، صفحہ ۶۳ تا ۶۵، مطبوعہ کتب خانہ راشد کمپنی، دیوبند)

اب کہاں ہیں ہمارے وہ بھولے بھالے سنی بھائی جو علمائے بریلی کے متعلق وہابیہ کے مغالطہ میں آجاتے ہیں۔ وہ ذرا غور کریں کہ کوئی شخص ان پچیس ۲۵ نمبروں سے خالی ہوسکتا ہے، ایک نہ ایک تو اس سے ضرور صادر ہوا ہوگا۔لہٰذا وہ مسلمان نہیں رہا، کافر ہوگیا، شادی میں کھانا کھلانے اور عید کے دن سویّاں پکوانے اور شعبان میں حلوا پکانے سے تو کوئی خالی نہیں رہ سکتا۔ اور سب سے بڑھ کر تو پچیسواں نمبر ہے جس سے کوئی سنی بچ نہیں سکتا۔ لہٰذا اب ذرا انصاف سے کہنا کیا ان پچیس نمبروں کے اعتبار سے ساری دنیا کافر نہ ہوگئی؟ اور یہ بھی کہا کہ

ساری دنیا کو علماے دیوبند کافر کہتے ہیں یا ہم۔ اور کفر کی مشین بلکہ میگزین دیوبند میں ہے یا بریلی میں۔ اب چونکہ دیوبندی علما شانِ رسالت میں گستاخی اور توہین کرتے ہیں، جن کا تذکرہ اس روداد میں تفصیل سے چند مقامات پر گذرا۔ لہٰذا یہ بسبب ان گستاخیوں کے کافر ہوئے لیکن ان کے کافر ہونے سے ساری دنیا تو کافر نہیں ہوتی اور اگر ساری دنیا کافر ٹھہرتی ہے۔ تو ان وہابیہ کے اقوال سے۔ (ماخوذ از رُوداد مناظرۂ سنبھل)

ضروری نوٹ: علمائے دیوبند بھی تقلیدِ شخصی کے قائل ہونے کے دعوے دار بنتے ہیں (امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی صاحب نے تقلید کو بھی مسلمان ہونے کے منافی امور میں شامل کیا ہے) لہٰذا 25 نمبر کے مطابق تقلیدِ شخصی کے قائل تمام دیوبندی، اپنے امام اسماعیل دہلوی کے فتویٰ کے مطابق مسلمان نہ رہے۔ اور مسلمانانِ اہل سنت کو کافر مشرک کہنے والے دیوبندی اپنے امام کی چھری سے ہی ذبح ہو کر نشانِ عبرت بن گئے۔ (ایڈیٹر)

☆☆☆☆☆

گستاخ کو کون قتل کرے گا؟

مصنَّف عبدالرزاق میں حضرت عکرمہ تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کو برا بھلا کہا (یعنی گالی دی) تو آپ نے فرمایا: 'من یکفینی عدوی؟ کون ہے جو میرے دشمن کے لئے کافی ہو جائے؛ یعنی اسے قتل کرے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں حاضر ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اسے للکارا اور قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتول کا سامان حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دلوایا۔ (سیرت ابن ہشام)

ایک شاتمہ عورت نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی۔ آپ نے فرمایا: من یکفینی عدوی؟ کون ہے جو میرے دشمن کے لئے کافی ہو جائے؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر اس شاتمہ عورت کو قتل کر دیا۔ (الصارم المسلول)

یہ اور اس طرح کے بے شمار واقعات کتب سیر میں موجود ہیں، جن سے گستاخان نبی ﷺ کو قتل کرنے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

تکبیر کے وقت کھڑے رہ کر جماعت کا انتظار کرنا مکروہ ہے

تکبیر کے وقت سب بیٹھ جائیں جب موذن حیّ علی الفلاح کہے تو کھڑے ہونا مستحب ہے

ازمحبوبِ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی محبوب علی خان لکھنوی رحمة الله علیه

تخریج : مولانا محمد مزمل رضا قادری

ضروری نوٹ: یہ فتوی راقم کو ''ماہنامہ نوری کرن ، بریلی شریف'' سے دستیاب ہوا تھا، عدیم الفرصتی کے سبب مولانا مزمل رضا قادری صاحب سے گذارش کر کے اس فتویٰ کی تخریج کروائی۔ اس مسئلہ پر اہلِ سنت کے موقف کی تائید میں لکھی گئی کتب (جو راقم کے پاس موجود ہیں) کی فہرست پیشِ خدمت ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ ''افازة جَدّالکِرامه بسُنّة جُلُو مُوتمّ حین الاقامه (۱۳۴۶ھ)

''یہ کتاب ''رضوی پریس واقع آستانہ عالیہ رضویہ، بریلی محلّہ سوداگران'' سے شائع ہوئی تھی، اس کے مؤلف ''دارالعلوم منظراسلام، بریلی شریف'' کے سابق مفتی عمدة المحققین حضرت علامہ مولانا ابرارحسن صاحب صدیقی تلہری رحمة الله علیه ہیں، کتاب کُل ۹۰ صفحات پر مشتمل ہے جس میں اکابر علماء اہلِ سنت کے تائیدی فتاوی موجود ہیں۔ یہ کتاب حضرت علامہ مولانا پیر محمد عبدالشکور نقشبندی قادری رضوی رحمة الله علیه نے ۲۰۰۳ء میں اپنے ''دارالعلوم جامعہ نقشبندیہ غوثیہ رضویہ فیض آباد شریف مانسہرہ، ہزارہ'' سے عکسی شائع کی تھی۔ یہ نسخہ ان کو شہزادۂ اعلی حضرت مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان برکاتی نوری رحمة الله علیه نے بریلی شریف حاضری کے دوران عنایت فرمایا تھا۔ اس کا ایک قدیم عکسی ایڈیشن مولانا محمد رمضان ضیاء البارو ی نے بھی ''ادارہ ضیاء السنة، جامع مسجد شاہ سلطان

کالونی، ریلوے روڈ، ملتان'' سے شائع کیا تھا۔ یہ ایڈیشن ۷۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

۲۔ ''**تنویر المصباح للقیام عندحی علی الفلاح**''

مؤلف: خلیفۂ اعلیٰ حضرت ملک العلماء حضرت مولانا ظفر الدین بہاری **رحمۃ اللّٰہ علیہ** یہ مکمل کتاب ''فتاوی ملک العلماء'' (مطبوعہ المجمع الرضوی، بریلی شریف ومکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور) میں شامل ہے

۳۔ ''**عظیم النجاح فی تحقیق القیام عند حی علی الفلاح**''

مرتب: حاجی عظیم اللہ صاحب مطبوعہ کتب خانہ سمنانی اندر کوٹ، میرٹھ

۴۔ ''**القیام عندالفلاح لتحصیل الشرف والنجاح**'' بعنوان ''تکبیر بیٹھ کر سنو''

مؤلف: مولانا محمد علی نقشبندی (مؤلف تحفہ جعفریہ، فقہ جعفریہ، عقائد جعفریہ) مطبوعہ جامعہ رسولیہ شیرازیہ، بلال گنج، عقب داتا صاحب، لاہور

۵۔ ''مسئلہ تکبیر''

مؤلف: شیخ الحدیث مفتی سید شاہد علی قادری

مطبوعہ مسلم کتابوی، دربار مارکیٹ، لاہور

٦۔ ''اِقامت کے وقت کب کھڑے ہوں؟''

مؤلف: مفتی محمد سراج سعیدی، مطبوعہ الھدیٰ اکیڈمی، عثمان بلاک، عوامی کمپلیکس، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

۷۔ ''ایک اہم فتوی بابت مسئلہ اقامت''

(دیوبندی جامعۃ العلوم الاسلامیہ، نیوٹاؤن، کراچی کے مفتی بشیر احمد کملانی دیوبندی کے **حی علی الفلاح** کے متعلق (اہلِ سُنّت کے موقف کے خلاف لکھے گئے) فتوے کے ردّ پر مشتمل مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد وقار الدین کا جوابی فتوی) مطبوعہ بزم انوارِ رسالت، مسجد ابراہیم، بلاک نمبر ٦، گلستان مصطفیٰ، کراچی

۸۔ ''اقامت میں حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا شرعی حکم''

مؤلف: علامہ سعید اللہ خان قادری مطبوعہ مکتبہ غوثیہ، کراچی۔

یہ کتاب ۲۲۱ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اب تک اس مسئلہ پر اہل سنت کی طرف سے لکھی گئی ضخیم ترین کتاب ہے۔

۹۔ ''الفلاح فی القیام عندحی علی الفلاح''

مؤلف: مولانا فیض احمد اویسی مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ، سیرانی روڈ، بہاولپور

۱۰۔ ''اقامت بیٹھ کر سُننا مستحب ہے''

مؤلف: قاضی عبدالرزاق بھتر والوی حطاروی، ناشر حافظ محمد توفیق، متعلم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، ڈی بلاک، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

۱۱۔ ''مسئلۂ اقامت''

مؤلف: مولانا ساجد علی مصباحی مطبوعہ المجمع النعمانی، کسیا، پوسٹ منھد و پار، ضلع سنت کبیر نگر (یوپی)

۱۲۔ ''تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑا ہوجانا خلاف سنت اور مکروہ ہے''

مؤلف: مفتی رفیق الاسلام رضوی، مطبوعہ کتب خانہ امجدیہ، دہلی۔ اشاعت دُوُم ۲۰۱۴ء

اس عنوان پر صدر المدرسین علامہ سید شاہ عبدالمنان قادری کی کتاب ''التبیین والایضاح للقیام عندحی علی الفلاح'' دستیاب نہ ہوسکی۔

مزید تحقیق کے متلاشی حضرات مذکورہ بالا کتب کی طرف مراجعت فرمائیں۔

میثم عباس قادِری رضوی، لاہور

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جماعت کی نماز میں امام ومقتدی کو کس وقت کھڑا ہونا چاہیے۔ مذہب احناف کیا ہے۔ مدلل ارشاد فرمایا جائے۔

محمد سلیمان عفی عنہ، معرفت شیخ علاؤالدین سازمرچنٹ، محلّہ سلطان گنج، ڈاکخانہ مہندرو، پٹنہ

جواب:

اللّٰہ رب محمد صلی علیہ وسلما

نحن عباد محمد صلی علیہ و سلما

مذہب یہ ہے کہ جب موذن اقامت شروع کرے تو سب بیٹھے رہیں یہاں تک کہ جب **حیّ علی الفلاح** کہے تو امام اور مقتدی سب کھڑے ہوں یہی مستحب ہے اور کتب فقہیہ اس سے مملو ہیں۔

''تنویرالابصار'' میں ہے:

والقیام لامام وموتم حین قیل حی علی الفلاح ان کان الامام بقرب المحراب.

(تنویر الا بصارو درّمختار وعلیہ رد المحتار، کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ، جلد 2، صفحہ 216 مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی ''امام اگر محراب کے قریب موجود ہو تو امام ومقتدی سب کو **حیّ علی الفلاح** پر کھڑا ہونا چاہیئے''۔

اور ''**ردالمحتار** ''میں ہے۔

قال فی الذخیرۃ یقوم الامام والقوم اذاقال الموذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلٰثۃ رضی اللّٰہ عنہم

(رد المحتار علی درّمختار، کتاب الصلوۃ، آداب الصلوۃ، جلد 2، صفحہ 216 مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی ''ذخیرہ میں فرمایا کہ جب موذن **حیّ علی الفلاح** کہے تو امام اور مقتدی کھڑے ہوں۔ ہمارے تینوں ائمہ کرام حضرت سیدنا امام اعظم وامام ابو یوسف وامام محمد **رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم** کے نزدیک''۔

اور ''دُرِّمختار''میں ہے:

دخل المسجد والموذن یقیم قعد الی قیام الامام فی مصلاہ

(درمختار و علیہ ردالمحتار، کتاب الصلوۃ،باب الاذان ،جلد 2،صفحہ87مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی''ایک شخص مسجد میں اس حال میں آیا کہ موذن تکبیر کہہ رہا تھا تو وہ آدمی بیٹھ جائے یہاں تک کہ امام مصلے پر کھڑا ہوجائے''۔

اور ''ردّالمحتار''میں ہے:

ویکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذابلغ الموذن حی علی الفلاح

(رد المحتارعلی درمختار،کتاب الصلوۃ،مطلب فی کراھۃ تکرار. جلد 2، صفحہ 88 مکتبہ رشیدیہ،کوئٹہ)

یعنی''تکبیر ہوتے وقت نمازی کو جماعت شروع ہونے کے انتظار میں کھڑا ہونا مکروہ ہے وہ بیٹھ جائے پھر جب مکبر حیّ علی الفلاح کہےتو کھڑا ہو''۔

اور''طحطاوی علی مراقی الفلاح''میں ہے:

واذا اخذ الموذن فی الاقامۃ و دخل رجل فی المسجد فانہ یقعد ولا ینتظر قائماً فانہ مکروہ کمافی المضمرات قھستانی ویفھم منہ کراھۃالقیام ابتداء الاقامۃ والناس عنہ غافلون

(طحطاوی علی مراقی الفلاح،کتاب الصلوٰۃ،فصل من ادابھا،ص 278،مکتبہ رشیدیہ،کوئٹہ)

یعنی''جب موذن تکبیر کہنا شروع کرے اس وقت کوئی شخص مسجد میں آئے تو اس کو چاہیے کہ بیٹھ جائے اور کھڑے رہ کرانتظار کرنا مکروہ ہےاورلوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں''۔

اور ’’فتاویٰ عالمگیریہ‘‘ میں ہے:

اذا دخل الرجل عند الاقامة یکره له الانتظار قائماً ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ الموذن قوله حی علی الفلاح کذافی المضمرات .

(فتاوٰی عالمگیری، کتاب الصلوٰة،باب ثانی فی الاذان،الفصل الثانی فی کلمات، الاذان، ج1، ص 57، مکتبه رشیدیه، کوئٹه)

یعنی ’’جب کوئی آدمی تکبیر ہوتے وقت مسجد میں آئے تو اُسے کھڑے رہ کر نماز کا انتظار مکروہ ہے۔لیکن وہ بیٹھ جائے پھر جب مکبر **حیّ علی الفلاح** کہے تو کھڑا ہوا ایسا ہی مضمرات میں ہے‘‘۔

اور’’فتاویٰ بزازیه‘‘ میں ہے:

دخل المسجد وهو یقیم یقعد ولا یقف قائماً الی وقت الشروع

(الفتاویٰ البزازیة علی هامش الفتاویٰ الهندیة، کتاب الصلوة،الفصل الاول فی الاذان، ج4، ص25، مکتبه رشیدیه، کوئٹه)

یعنی ’’کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا اس حال میں کہ مکبر تکبیر کہہ رہا ہے تو وہ بیٹھ جائے اور نماز شروع ہونے تک کھڑا نہ رہے‘‘۔

اور’’ البحر الرائق ‘‘میں ہے:

قوله (والقیام حین قیل حی علی الفلاح) لانه امر به فیستحب المسارعة الیه اطلقه فشمل الامام والماموم ان کان الامام بقرب المحراب .

(البحر الرائق ، کتاب الصلوٰة،باب صفة الصلوٰة ج 1،ص 531،مکتبه حقانیه،پشاور)

یعنی ’’صاحبِ کنز کا یہ کہنا کہ **حیّ علی الفلاح** کہنے پر قیام کیا جائے اس کی وجہ یہ کہ

مکبر نے اس کا حکم کیا تو اب قیام میں مسارعت مستحب ہے۔اور صاحب کنز نے قیام کو مطلق بیان کیا تو یہ حکم امام ومقتدی دونوں کو عام وشامل ہے۔اگر امام محراب کے قریب موجود ہو"۔

اور"**محیط**"اور"**ھندیہ**"میں ہے:

یقوم الامام والقوم اذا قال الموذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلثة وھو الصیحح.

(المحیط البرھانی، کتاب الصلوٰة،الفصل السادس عشر فی التغنی والالحان، ج1، ص353، دار الکتب العلمیہ، بیروت. فتاوٰی عالمگیری، کتاب الصلوٰة،باب ثانی فی الاذان، الفصل الثانی فی کلمات، الاذان، ج1، ص57، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی"امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جب موذن **حیّ علی الفلاح** کہے۔ ہمارے حضرات ائمہ ثلثہ **رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم** کے نزدیک یہی صحیح ہے"۔

اور اگر امام خارج مسجد ہے، یا محراب سے اور فاصلہ پر ہے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر امام سامنے سے آئے تو جب امام کو دیکھیں تو سب کھڑے ہو جائیں۔

چنانچہ"فتاوٰی عالمگیریہ"میں ہے:

اما اذا کان الامام خارج المسجد فاذا دخل المسجد من قبل الصفوف فکلماجاوزصفا قام ذالک الصف والیہ مال شمس الائمة الحلوانی السرخسی وشیخ الاسلام خواھر زادہ وان کان الامام دخل المسجد من قدامھم یقومون کما راوالامام .

(فتاوٰی عالمگیری، کتاب الصلوٰة،الباب الثانی فی الاذان،الفصل الثانی فی کلمات الاذان، ج1، ص57،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

اور"**ردالمحتار**"میں ہے:

ان کان الامام بقرب المحراب والافیقوم کل صف ینتھی

الیہ الامام علی الاظھر وان دخل من قدام قاموا حین یقع بصرھم علیہ.

(درمختار و علیہ ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ج 2، ص216، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

یعنی ’’اگر امام محراب کے قریب ہوتو امام ومقتدی سب حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں اور وہاں نہ ہو یا بیرونِ مسجد ہو اور صفوں کی طرف سے آئے تو ہر وہ صف کھڑی ہوتی جائے جس کے پاس امام پہنچتا جائے اور اگر آگے سے آئے تو جب اسے دیکھیں تو کھڑے ہوں‘‘۔

اور ’’عینی شرح کنز‘‘ میں ہے:

وان لم یکن امام حاضراً لایقوم القوم حتی یصل الیھم ویقف مکانہ

(رمز الحقائق (عینی) کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، جز اول ص 31، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاھور)

یعنی ’’اگر امام موجود نہ ہو تو مقتدی کھڑے نہ ہوں جب تک کہ امام ان تک پہنچ کر اپنی جگہ پر کھڑا نہ ہو جائے‘‘۔

اور اسی ’’عینی‘‘ میں ہے:

وقیل یقوم کل صف ینتھٰی الیہ الامام وھو الاظھر وان دخل من قدام قاموا حین یقع بصرھم علیہ

(رمز الحقائق (عینی) کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، الجزء الا اول ص 31، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاھور)

یعنی ’’ہر صف والے کھڑے ہوتے جائیں جن کے پاس امام پہنچتا جائے اور یہی ظاہر مذہب ہے اور اگر امام سامنے سے آئے تو جب امام پر نگاہ پڑے تو کھڑے ہوں‘‘۔

اور اگر امام خود تکبیر کہے تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ امام مسجد میں تکبیر پڑھے دوم یہ کہ خارج مسجد تکبیر پڑھے تو اگر مسجد ہی میں امام تکبیر کہہ رہا ہے تو جب تک امام تکبیر ختم نہ

کرے مقتدی کھڑے نہ ہوں، اور اگر خارجِ مسجد اقامت کہے تو اقامت ختم کر کے جب اپنے مصلے پر آ جائے تو مقتدی کھڑے ہوں۔

''دُرِّمختار ''میں ہے:

الا اذا اقام الامام بنفسه فی المسجد فلا یقفوا حتی یتم اقامتة ظهیرية

(درمختار و علیه ردالمحتار، کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، ج 2، ص 216، مکتبة رشیدیه، کوئٹه)

یعنی ''جب امام خود ہی تکبیر کہے مسجد میں کھڑے ہو کر تو کھڑے نہ رہیں جب تک امام تکبیر پوری نہ کہہ لے جب تکبیر پوری کہہ لے تو مقتدی بھی کھڑے ہوں''۔

اور ''جامع الرموز ''میں ہے:

لو کان الامام موذناً لم یقم القوم الا عند الفراغ و هذا اذا اقام فی المسجد و الا فقد قاموا اذا دخله کما فی المحیط

یعنی ''امام اگر خود اقامت کہے تو نمازی کھڑے نہ ہوں جب تک کہ تکبیر پوری نہ ہو لیا اور یہ جب ہے کہ امام مسجد میں ہو اور اگر امام نے مسجد سے باہر جا کر تکبیر کہی تو وہ تکبیر پڑھ کر جب مصلے پر آ جائے تو مقتدی کھڑے ہوں''۔

واللّٰه تعالٰی ورسولهٗ اعلم صلی اللّٰه تعالٰی علیه و علٰی اٰله واصحابه اجمعین وبارك وسلّم ۔

فقیر ابوالظفر محبّ الرضا **محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی**

خطیب جامع مسجد مدنپورہ بمبئ

7،8 جمادی الاول، روزِ ایمان افروز وہابیت سوز دوشنبہ مبارکہ 1371ھ

(ماخوذ از: ماہنامہ ''نوری کرن'' بریلی شریف، بابت ماہِ فروری 1967ء)

محفل میلاد (مولوی رشید گنگوہی دیوبندی کے فتویٰ انکارِ میلاد کا ردّ)

تاج العلما حضرت مفتی محمد عمر نعیمی رَحمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیۡہِ

(سابق مہتمم: جامعہ نعیمیہ، مرادآباد)

نوٹ: حضرت تاج العلمانے مولوی رشید گنگوہی کے ردّ میں اس فتوی کے علاوہ ایک مستقل رسالہ بنام ''ارشادالانام الٰی محفل المولد والقیام'' بھی تحریر فرمایاہے، مذکورہ رسالہ اور یہ فتوی، مجموعۂ رسائلِ میلاد بنام ''میلادِ خیرالانام'' (ناشر والضحیٰ پبلی کیشنز، ہادیہ حلیمہ سنٹر، اردو بازار، لاہور) مرتب: میثم عباس قادری رضوی میں شامل ہے۔ (ادارہ)

حضورِ اقدس نبی کریم علیہ الصلات والتسلیمات کے ذکرِ ولادت کے لیے محفلیں کی جاتی ہیں اور اُن میں وقتِ ذکرِ ولادتِ مبارکہ تعظیماً قیام کیا جاتا ہے۔ ان محافل میں صلٰوۃ وسلام کی کثرت ہوتی ہے اور حضور کے فضائل ومعجزات اور حضور کی پاکیزہ اور مقدس زندگی کا مختصراً بیان کر کے مسلمانوں کو اُن کے مقدس پیشوا کے پاکیزہ حالات سے باخبر کیا جاتا ہے۔ مدحیہّ قصائد واشعار خوش الحانی کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں، آخر میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے، روشنی اور فرش کے اہتمام ہوتے ہیں، اِسی محفل کو محفلِ میلاد اور محفلِ مولود شریف کہتے ہیں۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ شرعاً یہ محفل جائز ہے یا نہیں؟

(مولوی رشید گنگوہی دیوبندی کے نزدیک محفلِ میلاد ہر حال میں ناجائز ہے)

تھوڑے عرصہ سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جنہیں اِس کے جواز میں کلام ہی نہیں بلکہ وہ اِس کے عدمِ جواز اور بدعتِ قبیحہ ہونے کے مدعی اور اُس کو روکنے اور منع کرنے پر اتنے مصر ہیں کہ کسی اشد حرام اور افحش کبائر کو روکنے پر بھی اُن کی توجہ اتنی مبذول نہیں، اس مجلس پاک کو وہ بہت کریہہ الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں، کبھی محفلِ فسق کہتے ہیں، کبھی کنہیّا کے جنم سے تشبیہ

دیتے ہیں۔ (دیکھو فتویٰ مولوی رشید احمد گنگوہی) اِن صاحبوں کے نزدیک اِس محفل کے جواز کی کوئی صورت نہیں اور ہر طرح ہر حال میں یہ مجلسِ پاک اُن کے نزدیک ناجائز و ناروا ہی ہے۔ چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی ''فتاویٰ رشیدیہ'' جلد اول، صفحہ ۵۰ میں لکھتے ہیں:

سوال: مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلافِ شرع نہ ہو جیسے شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللّٰہ علیہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ اور شاہ صاحب واقعی مولود اور عرس کرتے تھے یا نہیں؟

الجواب: عقدِ مجلسِ مولود اگرچہ اُس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اُس میں بھی موجود ہے لہٰذا اِس زمانہ میں درست نہیں''۔

اِسی ''فتاویٰ رشیدیہ'' صفحہ ۱۴۵ میں ہے:

''مسئلہ: محفلِ میلاد جس میں روایاتِ صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف و گزاف اور روایاتِ موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے''۔ اِسی جلد کے صفحہ ۱۰۱ میں ہے: ''انعقادِ مجلسِ مولود ناجائز ہے''۔ جلد ۳، صفحہ ۱۴۳ میں ہے: ''کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس و مولود درست نہیں''۔

یہ تو منکرین کے خیالات کی تصویر تھی۔ اب اصل مسئلہ پر محققانہ نظر کیجیے اور بے رو رعایت، بے تعصب و نفسانیت منصفانہ فیصلہ کیجئے۔ اَلدِّیْنُ یُسْرٌ شریعتِ حقہ نے دینِ پاک نے ایسی سخت گیری نہیں کی جس کا تحمل نہ ہو سکے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا. (البقرۃ: ۲۸۶) بات بات کے لیے ہم کو نصوصِ صریحہ تلاش کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ ورنہ نشست و برخاست، حرکت و سکون تک دشوار ہو جاتا۔ ہر مباح کیلئے نص درکار ہوتی اور نہ ملتی تو مصیبت کا سامنا ہوتا۔ ہر قانون میں ممنوعات شمار کرا دیے جاتے ہیں۔ اور جو چیزیں قانون میں منع نہیں ہوئیں جائز سمجھی جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو اور ہر امرِ جائز کیلئے تصریح ضروری ہو تو دنیا کے

بے شمار مباحات اور زمانہ کے بے تعداد حوادث کا قلمبند ہونا ضروری ہوگا۔ اور کوئی مجموعہ کوئی دفتر اُن کے لیے کافی نہ ہوسکے گا۔ اِسی لیے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَسْـئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَلَکُمْ تَسُؤْکُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـئَلُوْاعَنْھَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَلَکُمْ ؕ عَفَااللّٰہُ عَنْھَا ؕ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌحَلِیْمٌ. (المائدۃ:۱۰۱)

اصلِ اشیا میں اباحت وبدعتِ حسنہ کا ثبوت:

حدیث شریف میں وارد ہوا: قَال رسولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنّ اللہ فَرضَ فَرَائِض فَلا تضیعوھا وحرّمَ حرماتٍ فلا تنتھکوھا وحد وحد ودًا فلا تَعْتَدُوھَا و سَکَتَ عنْ اَشْیَاءَ منْ غیرِ نِسْیَان فلا تَبْحَثُوا عنھا. (مشکوٰۃ شریف)

قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہوا کہ شرعِ مطہر نے جن چیزوں کا ذکر نہیں فرمایا وہ مباح ہیں۔ جس امر کی ممانعت نہیں وہ جرم نہیں ہوسکتا، اِسی لیے فقہائے کرام نے فرمایا: اصلُ الاَشْیاءِ الابَاحَۃُ اس کا حاصل یہ ہے کہ ہر چیز اصل میں مباح اور جائز ہے جس پر ممانعت وارد ہوئی وہ ناجائز ہوگئی اور جس کو منع نہیں فرمایا گیا وہ اپنی اصل پر ہے (یعنی مباح ہے)۔

اب محفلِ میلاد پر غور کیجئے۔ غایۃ الامر یہ ہے کہ وہ کہیں سے ثابت نہ ہو، کسی آیت و حدیث سے اس کے لیے کوئی حکم نہ نکلتا ہو، اگر یہی فرض کر لیجئے تو بھی اُس کی اباحت وجواز میں شک نہیں۔ یہ دلیل مقبول دلیل ہے جس کو منکرین بھی عملاً تسلیم کرتے ہیں۔ ورنہ دیوبند کا مدرسہ اور دستار بندی وغیرہ کے جلسے اور دارالحدیث کی تعمیر جن کا قرونِ اولیٰ میں نام ونشان نہیں۔ قرآن وحدیث سے بایں تحقیقات وہیئات ثابت نہیں، سب ناجائز وناروا ہوجائیں، لیکن منکرین یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ اُن کی عملی حالت مسکوت عنہ کی اباحت کا اعتراف کرتی ہے۔ گو کہ ضد اور تعصب محفلِ میلاد کو باایں ہمہ ناجائز وناروا ہی قرار دے۔ یہ کلام اُس صورت میں تھا جبکہ یہ فرض کرلیا جائے کہ محفلِ میلاد شریف کا کوئی حکم قرآن وحدیث میں نہیں ملتا۔ لیکن واقع میں ایسا نہیں بلکہ اِس مسئلہ کی بنیادیں براہینِ قویّہ اور زبردست دلائل سے

مضبوط و مستحکم ہیں۔ مسلمانوں میں محفلِ میلاد شریف کے جواز و عدمِ جواز کا زیرِ بحث ہونا ایک حیرت انگیز بات ہے، کیا کوئی مسلمان جواللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور جناب سیدالانبیاء محمد رسول اللہ کی رسالت کا یقین رکھتا ہے اور لا الٰہ الا اللّٰہُ محمدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر مسلمان ہوتا ہے۔ جناب سیّدِ کائنات پر ایمان لاتا ہے، حضور کے حالاتِ زندگی سے مسلمانوں کو واقف کرنا اور حضور کی مقدس حیات کے نقشہ (کو) بار بار مسلمانوں کے سامنے پیش کر کر کے سیرتِ پاک کا قلوب میں جاگزین کرنا قابلِ بحث مسئلہ سمجھا ہے؟۔ ہر صاحبِ خرد کے نزدیک ضروری ہے کہ مسلمان جس کو اپنا نبی اور پیشوا مانتے ہیں جس پر ایمان لاتے ہیں اُس ذاتِ قدسی صفات کے حالات سے آگاہی حاصل کریں اور یہ اُن کا ضروری فرض ہے، اِسی لیے میلادِ مبارک کی محافل منعقد کی جاتی ہیں کہ اجمال و اختصار کے طور پر مسلمانوں کو اُن کے آقائے نعمت کی سیرتِ مبارکہ سے باخبر کر دیا جائے۔ اس کو روکنا اور منع کرنا مسلمان اور خیر خواہِ اسلام کی شان سے بعید ہے۔ اس لیے اس مسئلہ میں کسی مسلمان کا بحث کرنا اور اُس کے جواز کو محلِ کلام ٹھہرانا ایک تعجب خیز بات ہے چہ جائیکہ اس کو بدعتِ سیّئہ یا ناجائز کہا جائے۔ اور کنہیّا کے جنم سے تشبیہ دی جائے (العیاذ باللہ) مسلمانوں کے دل وجگر اس تشبیہ سے جو صدمہ محسوس کرتے ہیں بیان میں نہیں آ سکتا۔ حضور کا ذکر، حضور کے اوصاف واحوال کا بیان ذکرِ الٰہی ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا: ذِکْرُکَ ذِکْرِی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے حبیب! آپ کا ذکر میرا ذکر ہے''۔ مَنْ ذَکَرَکَ ذَکَرنِی ''جس نے آپ کا ذکر کیا میرا ہی ذکر کیا''۔ اب حضور کا ذکر ممنوع کہنے کے یہ معنی ہیں کہ ذکرِ الٰہی ناروا ہے۔ کیا کوئی مسلمان ایسا کہنے کی جرأت کرسکتا ہے؟ ذکرِ الٰہی عبادت ہے اور اُس کے فضائل سے قرآن و حدیث مالا مال ہیں تو ذکرِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء عبادت ہوا (نہ بدعت)۔ تمام حدیث حضور ہی کا ذکر ہے۔ قرآنِ پاک میں جابجا حضور کے اوصاف وکمالات، اخلاق و عادات کا بیان ہے کیا یہی ذکر بدعت ہوسکتا ہے؟ غلط! غلط!! ہر گز نہیں!!!

انبیاء علیه التحیة و الثناء حضور کا ذکر سُناتے آئے۔ سیدنا حضرت عیسیٰ علیٰ نبیّنا و علیه السلام نے حضور کا مولود شریف پڑھا، جس کا قرآنِ پاک بیان فرماتا ہے: مُبَشِّرًا م بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ م بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ. (الصّف:٦) کیا یہی ذکرِ ولادت آج کسی کے تعصب سے ناجائز و بدعت ہو جائے گا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِذْقَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْجَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ الآیه. (المائدة:٢٠) یعنی ''اُس وقت کو یاد کرو جبکہ موسیٰ (علیه السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے قوم! تم اللہ کی اُس نعمت کا ذکر کرو جو تم پر ہے کہ تم میں انبیاء (علیهم السلام) کو پیدا کیا''۔ اِس آیتِ مبارکہ میں انبیاء علیهم السلام کے ذکرِ پیدائش کا حکم فرمایا گیا اور اُس کو نعمت قرار دیا۔ حضور تو سیّدِ انبیاء ہیں آپ کا ذکر تو اور بھی افضل و اعلیٰ ہے۔ اِن دلائل سے ذہن نشین ہو گیا ہوگا کہ حضور کا ذکرِ ولادت جس کو مولود شریف کہتے ہیں کم از کم مستحب ہے اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اس مدعا پر بے شمار دلائل پیش کیے جا سکتے ہیں۔ مگر اہلِ فہم کے لیے اس قدر کافی ہے۔

اب میں قیام کا ذکر کروں جو ذکرِ ولادت کے وقت تعظیماً کیا جاتا ہے۔ یہ بات تو دلیل کی محتاج نہیں کہ قیام سے حضور کی یا حضور کے ذکر کی تعظیم مقصود ہے اور اس تعظیم کی نسبت قرآنِ کریم میں وارد ہے: وتُعَزِّرُوْہ وَ تُوَقِّرُوْہ اور ایک قرأت میں وتُعَزِّزُوْہ بھی وارد ہے۔

قرآنِ کریم نے حضور کی عزت و توقیر کا حکم فرمایا، جس طرح بھی توقیر کی جائے گی آیت ہی کی تعمیل ہوگی اور یہ قیام مستحب ہوگا۔ نہ بدعت نہ شرک۔ ''ترمذی'' میں یہ حدیث مروی ہے: عن عبّاس انّه جَاء اِلی النبی صلی الله علیه وسلم وکانه سَمِع شیئًا فقَامَ النبی صلی الله علیه وسلم علی المنبرِ فقال مَنْ انَا فقالوا انْتَ رسولُ اللهِ قال انا محمدٌ ابنُ عبدِاللهِ ابنِ عبدِالمطّلب اِنّ الله خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِی فی خَیْرِهِمْ اِس حدیث سے حضور کا خود بنفسِ نفیس قیام فرما کر اپنی پیدائش کا ذکر فرمانا ثابت ہوا۔ اہلِ انصاف سے توقع ہے کہ وہ تسلیم کرنے کیلئے تیار ہوں گے البتہ ضد اور نفسانیت، عذر اور حیلے تلاش کرے گی۔ اللہ تعالیٰ اُس کے شر سے محفوظ رکھے۔

کئی اشخاص مل کر میلاد شریف پڑھنے کے مستحسن ہونے پر حدیث شریف سے استدلال:

اب اگر یہ شُبہہ ہو کہ مولود شریف میں کئی شخص مل کر پڑھتے ہیں، آیا یہ ثابت ہے یا نہیں۔ تو اگرچہ یہ شُبہہ قابلِ لحاظ نہیں کیونکہ جس چیز کی ممانعت شریعت نے نہیں فرمائی وہ ممنوع و ناجائز نہیں ہوسکتی، لیکن اطمینانِ خاطر کیلئے ''بخاری'' و ''مسلم'' کی ایک حدیث پیش کرتا ہوں: **عن انس قالَ جَعَل المهاجرونَ والانصار يحفرون الخندق وينقلون التراب وهم يقولون نحن الذين بايعوا محمدًا على الجهاد ما بقينا ابدا ويقول النبى صلى الله عليه وسلم وهو يجيبهم اللّٰهم لاعيش الاعيش الاخرة. فاغفر الانصار والمهاجرة** اِس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ انصار ومہاجرین خندق کھودتے اور مٹی نکالتے جاتے تھے اور یہ پڑھتے جاتے تھے:

نحن الذين بايعوا محمدا على الجهاد مابقينا ابدا

اس سے آوازیں ملا کر پڑھنا ثابت ہوا۔ ''شامی'' میں ہے: **فان المتوارث فيه اجتماعهم لتبلغ اصواتهم الى اطراف المصر الجامع** یعنی ''لوگوں کا جمع ہو کر آوازیں ملا کر اذان کہنا تاکہ شہر کے اطراف میں آوازیں پہنچ جائیں متوارث ہے''۔ **كذا فى النووى** ۔ جب اذان میں آوازیں ملانا توارث کی بنا پر جائز ٹھہرا، تو مولود شریف میں کیا کلام ہے؟

اکابر علمائے اُمت سے میلاد شریف کا ثبوت:

اب علماءِ امت کے اقوال معائنہ کیجئے۔ ابن جوزی (محدث) نے رسالۂ مولود شریف کے آخر میں لکھا ہے: **فلا زال اهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام و سائر بلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبى صلى الله عليه وسلم ويفرحون بقدوم هلال ربيع الاول ويغتسلون ويلبسون بالثياب الفاخرة ويتزينون بانواع الزينة ويتطيّبون ويكتحلون وياتون**

بالسرور فی هذه الایام ویبذلون علی الناس بماکان عندهم من المضروب والاجناس ویهتمون اهتماما بلیغااهلیة علی السماع والقرأت لمولد النبی صلی اللہ علیه وسلم وینالون بذالك اجرا جزیلا وفوزاعظیماوممن جرب عن ذالك انه وجدفی ذالك العام کثرة الخیر والبرکة مع السلامة والعافیه ووسعة الرزق وازدیاد المال والاولادوا لاحفاد ودوام الامن فی البلاد والامصار والسکون والقرار فی البیوت والدار ببرکة مولد النبی صلی اللہ عیله وسلم یعنی ’’حرمین محترمین ،مصر،یمن،شام اورعرب کے تمام شہروں کے لوگ مشرق سے مغرب تک ربیع الاوّل شریف میں ہمیشہ مولودشریف کی محفلیں کرتے رہتے ہیں اور اِس ماہِ مبارک کا چاند دیکھ کرخوش ہوتے ہیں۔غسل کر کے عمدہ عمدہ لباس پہنتے،طرح طرح کی زینتیں کرتے ہیں۔خوشبوئیں استعمال کرتے ہیں،سُرمہ لگاتے ہیں اوران ایام میں خوشیاں مناتے ہیں اورنقدجنس جوان کے پاس ہوتا ہےلوگوں پرصَرف (خرچ) کرتے ہیں اورمولودشریف کے پڑھنے کا بہت بلیغ اہتمام کرتے ہیں اوراس کی بدولت اجرِ جزیل اورفوزِ عظیم پاتے ہیں۔ یہ امر مجرب ہے کہ حضور کے مولودشریف کی برکت سے سال بھر خیر و برکت،سلامت وعافیت،رزق کی فراخی،مال کی زیادتی،اولاد کی کثرت،شہروں میں امن، گھروں میں چین وراحت رہتی ہے‘‘۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمة اللّٰہ تعالٰی علیه’’ماثبت بالسنه فی ایام السنه‘‘میں فرماتے ہیں:

’’لازال اهل الاسلام یحتفلون بشهر مولده صلی اللہ علیه وسلم و یعملون الولائم و یتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات ویظهرون السرور و یزیدون فی المبرات ویعتنون بقراة مولد ہ الکریم ویظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم ومما جربه من خواصه انه امان فی ذٰلك العام و بشری عاجله بنیل المرام فرحم اللہ امرااتخذ لیا لی شهر مولده المبارك

اعیاد الیکون اشدعلی من فی قلبه مرض وعناد واطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار علٰی مااحدثه الناس من البدع والھواء والعناء بالاٰلات المحرمة عند عمل المولد الشریف فا للّٰه تعالٰی یثبته علی قصدا الجمیل و یسلك بنا سبیل السنة فانه حسبنا اللّٰه ونعم الوکیل“ یعنی ”اہلِ اسلام ہمیشہ ربیع الاول شریف میں محفلیں کرتے ہیں اور مولودشریف پڑھتے ہیں اوران پراس کی برکت سے اللہ جلَّ شَانہٗ کافضل عام ہوتا ہےاور یہ تو مجرب ہے کہ مولودشریف کی برکت سے سال بھرامن ہی رہتی ہےاورمرادجلد حاصل ہوتی ہے، اللہ اس شخص پررحم فرمائے جس نے حضور کی پیدائش کی رات کوخوشی اورعید بنالیا ہے۔ یہ اُن کو بہت شاق وگراں گذرتا ہےجن کے دلوں میں مرض اورعناد ہےاورابن الحاج نے بہت انکار کیا ہےان چیزوں کا جولوگوں نے مولود شریف میں باجوں اورحرام آلوں کے ساتھ گانااورخرافات ایجادکرلی ہیں، اللہ جلّ شانہ اس کوقصدِ جمیل اورنیک کام پرقائم رکھےاورہم سب کوسنن مصطفیٰ **صلّی اللّٰہ تعالٰی علیه وعلٰی آله وصحبه وبارك وسلّم** پرچلنے کی توفیق دے“۔

”سیرۃ حلبی“میں ہے: **ولذاقال ابن حجرالھیتمی ان البدعة الحسنة متفق علی ندبھا و عمل المولد واجتماع الناس له بذٰلك** یعنی ”علامہ ابن حجرالہیتمی نے فرمایا کہ بدعتِ حسنہ کے مستحب ہونے پراتفاق ہےاورمولودشریف اورلوگوں کا اُس کے لیے جمع ہوناایسا ہی ہےیعنی مستحب ہے“۔اب **بِحَمْدِہٖ تَعَالٰی** محفلِ مولودشریف کاانعقاداور قیامِ تعظیمی اورشیرینی اوراہتمامِ فروش، سب کا استحباب بہت روشن دلائل سے ثابت ہوا۔ اوراہلِ انصاف کے لیے اِس قدر کافی ہے ورنہ اِس مضمون میں اگر بسط کیا جائے تو ایک ضخیم جلد تیار ہو۔مخالفین نے اِس مسئلہ میں انصاف سے کام نہیں لیا، اُن کا تعصب اس درجہ پہنچ گیا کہ مولوی رشیداحمد گنگوہی نے یہ لکھ دیا کہ ”کوئی سا مولوداورعرس جائزنہیں“۔یعنی سرے سے ذکرِ ولادت ہی ناروا ہے **(معاذاللّٰہ)** اِس سے بڑھ کراُن کا وہ فتویٰ ہےجس میں لکھتے ہیں: ”عقدِ مجلس مولوداگرچہ اُس میں کوئی امرغیرمشروع نہ ہومگراہتمام وتداعی اُس میں بھی

موجود ہے لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں'' کمال ہے کہ کوئی امرِ غیر مشروع نہ ہو تب بھی درست نہیں، اس کے یہ معنی ہوئے کہ کوئی ناجائز بات اُس میں نہ ہو تب بھی جائز نہیں، اِس سے بڑھ کر اور تعصب اور سخن پروری کی کیا مثال ہوسکتی ہے؟ **واللہ یھدی من یشاء الٰی سواء السبیل وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ محمدٍ واٰلہ وصحبہٖ اجمعین.**

(منقول از ماہنامہ سوادِ اعظم، مراد آباد۔ بابت ماہِ ربیع الآخر ۱۳۴۸ ہجری۔ رسالہ جماعت، امرتسر بابت ماہِ صفر ربیع الاول ۱۳۴۳ ہجری مطابق ستمبر و اکتوبر ۱۹۲۴ء رسول نمبر)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گستاخِ رسول ﷺ کی بربادی

ابولہب، یہ حضور ﷺ کا سگا چچا تھا، آپ کا سخت دشمن تھا، آپ ﷺ سے بڑی عداوت رکھتا تھا۔ جب حضور ختمی المرتبت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوہِ صفا پر چڑھ کر لوگوں کو پکارا اور انہیں توحید باری تعالٰی کا درس دیا تو ابولہب نے بگڑ کر کہا ''تو برباد ہو جائے، کیا تو نے ہمیں یہی سنانے کے لیے جمع کیا تھا؟'' اس پر خالق ارض وسما نے اس کی تباہی و بربادی کا یوں اعلان فرمایا: **تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ۔** (سورۃ لہب۔۱)

''تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا''۔

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ تباہ ہو ہی گیا دنیا میں تو اس کا حال یہ ہوا کہ اس کو زہریلی قسم کا ایک چھالہ (العدسہ) نکلا جو سارے جسم میں پھیل گیا، ہر جگہ سے بدبودار پیپ بہنے لگی، گوشت گل گل کر گرنے لگا تو اس کے بیٹوں نے اسے گھر سے باہر پھینک دیا اور اس نے تڑپتے تڑپتے جان دے دی، اس کی نعش تین دن تک یونہی پڑی رہی اور لوگ اس کے تعفن اور بدبو سے تنگ آ گئے اور اس کے بیٹوں کو لعنت ملامت کرنے لگے تو انہوں نے چند حبشی غلاموں سے گڑھا کھدوایا اور لکڑیوں سے اس کی لاش کو دھکیل کر اس گڑھے میں پھنکوا دیا اور اوپر مٹی ڈال دی، اس کا یہ حشر اللہ کے غضب کا ہی نتیجہ تھا اور قیامت کے روز ''**سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ**''۔ ''عن قریب وہ جھونکا جائے گا شعلوں والی آگ میں''۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی شرمناک اُصلیت، دیوبندی علما کی زبانی

میثم عباس قادِری رضوی

نوٹ: مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی شرمناک اصلیت پر راقم کی زیرِ ترتیب کتاب (جو قریب بہ تکمیل ہے) سے کچھ حوالہ جات پیش کیے جا رہے ہیں، ملاحظہ ہوں۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی جھوٹا، ناجائز چندہ خور، بے ایمان اور دھوکے باز ہے: مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی

ا۔ مشہور دیوبندی عالم مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے اپنا مشاہدہ اِن الفاظ میں لکھا ہے:

''پاکستان میں ایک صاحب الیاس گھمن کے نام سے مشہور ہیں، آج کل بعض لوگوں کی زبان پر ہندوستان میں بھی ان کا نام ہے، میں جب تین سال قبل پاکستان گیا تھا تو یہ صاحب مجھ سے ملنے لاہور آئے تھے، معلوم ہوا کہ یہ رَدِّ غیر مقلدیت پر پاکستان میں کام کر رہے ہیں۔ مجھے یہ سُن کر خوشی ہوئی اور ان سے بے تکلّف ہوگیا، پھر انہیں کے ساتھ پاکستان میں مجھے مختلف جگہ انہیں کی گاڑی سے جانا ہوا، راولپنڈی، اسلام آباد، کراچی، ملتان اور بھی جگھوں پر ان کے ساتھ میرا سفر رہا، اس سفر میں مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا کہ یہ کسی بھی بڑے عالم یا کسی بھی اللہ والے سے ملنے سے کتراتے ہیں، مدارس میں جاتے تھے تو مدارس کے مہتمم یا ذمہ داروں سے دُور دُور رہا کرتے تھے، طلبہ کے ساتھ ان کی مجلس ہوا کرتی تھی، میں نے جب ان سے اس کی وجہ پوچھی تو ان کا جواب تھا کہ: ''میں بڑوں سے نہیں ملتا، مجھے تو آپ جیسے لوگوں سے مل کر خوشی ہوتی ہے، جو بے تکلف قسم لوگ ہیں''۔ میں خاموش ہوگیا کہ اس سے زیادہ ان سے کیا بات کروں:

رموز مملکت خویش خسرواں دانند

جب الیاس گھمن نے دیکھا کہ میں نے مولانا غازی پوری کو اپنے جال میں پھانس لیا ہے اور ان کو مجھ پر اعتماد ہو گیا ہے، تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ: "مولانا میرے بارے میں ایک تحریر لکھ دیں کہ فلاں آدمی پاکستان میں ایسا ایسا ہے"۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ تحریر تیار کر دیں میں اس پر دستخط کر دوں گا، چنانچہ اپنی تعریف میں اور اپنے کام کے بارے میں ایک تحریر لکھ کر دی، میں نے اس پر دستخط کر دیا۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ: "آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کی کتابیں پاکستان میں چھاپوں، ان کی اشاعت یہاں بڑے پیمانہ پر ہوگی"۔ میں نے ان سے کہا کہ:

"میرا مقصود تجارت نہیں ہے، مگر "زمزم" کو جاری رکھنے کے لیے اور "مکتبہ اثریہ" سے کتابوں کو شائع کرنے کے لیے بہر حال کچھ رقم چاہیے"۔ تو انہوں نے کہا: "آپ جو فرمائیں اس پر عمل کروں گا"۔ میں نے کہا کہ: "جو منافع ہو اس میں سے آدھا آپ لے لیں اور آدھا مجھے دے دیں گے، منافع کتنا ہوا، میں آپ سے سوال نہیں کروں گا، مجھے اعتماد ہے"۔ پھر میں نے ان کو اپنی کتابوں کو شائع کرنے کے لیے ایک تحریر لکھ دی، اس تحریر میں منافع میں سے آدھے آدھے رقم والی بات میں نے نہیں لکھی، مجھے اس کو تحریر میں لانا کچھ اچھا معلوم نہیں ہوا۔ اب **الیاس گھمن نے میرے تحریر دِکھلا کر سعودیہ میں چندہ تو خوب کیا اور پاکستان میں میری کتابیں بھی چھاپی اور خوب کمایا، مگر مجھے آج تک اس نے ایک پیسہ نہیں دیا، اور لکھتا ہے کہ: "میں نے مولانا ابو محمد ایاز ملکانوی، جامعہ سراجیہ لودھراں کو اتنے پیسے کی اتنی کتابیں دے دی ہیں"۔ جب میں نے حضرت ملکانوی دامت برکاتہم سے اس کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے تین دفعہ "حاشا وکلا" کہہ کر بتلایا کہ: "الیاس گھمن نے چند چھوٹے رسائل کے چند نسخوں کے سوا مجھے کچھ نہیں دیا"۔** بعض پاکستانی دوستوں نے اسے پکڑا اور جب جدہ میں رہنے والوں نے اس بارے میں الیاس گھمن سے بات کی تو اس نے کہا کہ: "مولانا کی تحریر میں کوئی دکھلا دے

کہ اپنے لیے انہوں نے کچھ نفع لینے کی بات کی ہے''۔اس مجلس میں میرے کرم فرما پاکستان کے رہنے والے حضرت قاری رفیق احمد صاحب نے مجھے اس سے فون پر بات کرائی تو اس نے اعتراف کیا کہ:''ہاں زبانی آپ سے اس بارے میں گفتگو تو ہوئی تھی''۔پھر کہا کہ:''اچھا بتلائیے کہ آپ کو اس وقت کتنی رقم چاہیے؟''۔میں نے کہا کہ:''میری کتاب ''ارمغانِ حق'' چھپ رہی ہے،کم ازکم مجھے دو ہزار ریال آپ دے دیں''۔اس نے کہا کہ:''کس کو دے دوں؟'' میں نے حضرت قاری صاحب کا نام لیا کہ:''ان کے حوالہ کر دیں''۔جب قاری صاحب نے اس سے دو ہزار طلب کیے تو اس نے کہا کہ:''میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ابھی دوں گا، جب ہوگا دوں گا''۔پھر ایک دوسری مجلس میں اس سے لوگوں نے گزشتہ سال میری اس سے آمنے سامنے بات کرائی تو یہ **''بے ایمان''، ''وعدہ خلاف آدمی''** کہتا ہے کہ:''میں نے کتابوں کی رقم کا وعدہ نہیں کیا تھا، بلکہ مولانا غازی پوری کے تعاون کے لیے میں نے دو ہزار کا وعدہ کیا تھا''۔میں نے اس سے کہا:''اگر تُو میرا تعاون کرنا چاہتا ہے تو تیرے جیسے آدمی سے مجھے ایک ریال کا تعاون بھی نہیں چاہیے''۔اور میں اُٹھ کر اس مجلس سے اپنی قیام گاہ چلا آیا اور **آج تک یہ آدمی کتابوں کو بیچ کر میری رقم ہڑپ رہا ہے اور میری کتابوں کی رقم سے اس نے مجھے ایک ریال بھی نہیں دیا۔پھر معلوم ہوا کہ یہ شخص پاکستان میں اس قسم کی دھاندلی کرنے میں مشہور ہے، میں نے دل میں کہا کہ چونکہ یہ شخص دھوکہ دہی میں پاکستان میں بدنام ہے،اس وجہ سے میرے ساتھ سفر میں مدارس کے ذمہ داروں اور اہلِ علم کی مجلس سے بھاگتا تھا کہ چور کو اپنی داڑھی کے تنکے سے ہمیشہ ڈر لگا ہی رہتا ہے**، یہ قصہ ہے ایک عالم مولوی کا،اور سُنا ہے کہ یہ صاحب، حکیم اختر صاحب کراچی والے کے خلیفہ بھی ہیں (۱)''

(دو ماہی مجلّہ زمزم، غازی پور، جلد:۱۵، شمارہ:۲، صفحہ۴ تا۶۔ بابت ربیع الاول، ربیع الآخر،۱۴۳۳ھ)

حکیم اختر دیوبندی کی خلافت والی بات کے تحت حاشیہ میں مولوی ابوبکر غازی پوری

دیوبندی نے لکھا ہے:

''ابھی کچھ دن قبل جدہ کے ایک فون سے معلوم ہوا کہ حکیم صاحب نے اس کی ان بے ہودہ حرکات کی وجہ سے اس سے خلافت چھین لی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔''

(دوماہی مجلّہ زمزم، غازی پور، جلد:۱۵، شمارہ:۲، صفحہ ۶۔ بابت ربیع الاول، ربیع الآخر، ۱۴۳۴ھ)

مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی کے بیان کا خلاصہ:

مولوی ابوبکر غازی پوری کی اس تحریر سے ثابت ہوا کہ دیوبندی مذہب کا یہ نام نہاد ''متکلم اسلام'' مولوی الیاس گھمن دیوبندی:

۱۔ جھوٹا

۲۔ ناجائز چندہ خور

۳۔ بے ایمان

۴۔ وعدہ خلاف

۵۔ دھوکے باز شخص ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مشہور دیوبندی پیر مولوی حکیم اختر دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی خلافت سلب کر لی ہے۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی، بداخلاق، بدمعاملہ اور بُرے اعمال والا شخص ہے، اس سے محتاط رہیں: دیوبندی ''تنظیم وفاق المدارس العربیہ پاکستان''

۲۔ دیوبندی مدارس کی مشترکہ تنظیم ''وفاق المدارس العربیہ، پاکستان'' کی طرف سے اپنے ترجمان رسالہ ماہنامہ ''وفاق المدارس''، ملتان میں مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں یہ اعلان شائع ہوا:

''وضاحت بسلسلہ اِشتہارات: ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان''، اس کے تمام

اِدارے، شعبے، بشمول ماہنامہ ''وفاق المدارس'' اکابر واسلاف علمائے حق علمائے دیو بند کے عقائد ونظریات، مسلک ومشرب، ذوق ونظر پر نہ صرف کاربند ہیں بلکہ علمائے دیو بند کے مزاج ومسلک کے امین ووارث اور محافظ بھی ہیں۔ ماہنامہ ''وفاق المدارس'' بھی اسی فکر ونظر کا حامل جریدہ ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین حتیٰ کہ اِشتہارات بھی علمائے دیو بند کے حقیقی مسلک ومشرب کے آئینہ دار ہوتے ہیں، ماہنامے میں اسی پالیسی کے تحت اشتہارات قبول یا ردّ کیے جاتے ہیں۔ گذشتہ ماہِ شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ کے شمارے میں بیک ٹائٹل پر مولوی محمد الیاس گھمن کے اِدارے کا اشتہار شائع ہوا، حالاں کہ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، **حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ، مولوی الیاس گھمن کے بعض ذاتی احوال اور اعمال کے سبب کھلے طور پر اپنی تشویش کا اظہار فرما چکے ہیں، جن کا تذکرہ اس مقام پر مناسب نہیں، اور آپ نے علمائے کرام کو ان سے محتاط رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔** حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم سے قبل **برِّعظیم پاک وہند کے معروف ثقہ عالمِ دین حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوماہی رسالے ''زم زم'' کے اِداریہ میں موصوف کے اخلاق اور بدمعاملگی بیان کر چکے ہیں۔** چنانچہ ادارہ ماہنامہ ''وفاق المدارس'' اپنے قارئین کے سامنے اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ مذکورہ اشتہار کی اشاعت کو حضرت صدر صاحب دامت برکاتہم یا اِدارے کی جانب سے مذکورہ مولوی صاحب کی تائید وتوثیق اور تصویب ہرگز نہ خیال کیا جائے۔ مذکورہ اِشتہار کا سبب بننے والے فرد کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی گئی ہے۔ اِدارہ اپنی پالیسی سے متصادم کسی بھی اشتہار کو ردّ کرنے کا مکمل اختیار رکھتا ہے۔''
(ادارہ ماہنامہ وفاق المدارس)''

(ماہنامہ وفاق المدارس، ملتان۔ شمارہ نمبر:۹۔ رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ۔ جون ۲۰۱۶ء)

دیوبندی تنظیم ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کی ترجمان اس تحریر سے ثابت ہوا کہ

ا۔مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی (خلیفہ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی) کومولوی الیاس گھمن دیوبندی کے ذاتی احوال اوراعمال پرتشویش ہے،جس کا اظہاروہ سرِ عام کر چکے ہیں۔

۲۔مولوی سلیم اللہ دیوبندی نے دیوبندی علما کومولوی الیاس گھمن دیوبندی سے محتاط رہنے کی تلقین کی ہے۔

۳۔ماہنامہ وفاق المدارس،ملتان میں مولوی الیاس گھمن کے اِدارے کے اشتہار کی اشاعت کا سبب بننے والے شخص کے خلاف ’’وفاق المدارس‘‘ کی طرف سے سخت کاروائی کی گئی ہے۔(اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کودیوبندی مدارس کی نمائندہ تنظیم ’’وفاق المدارس العربیہ،پاکستان‘‘میں کس قدر ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے)

۴۔دیوبندی مذہب میں ثقہ اورمعروف عالم مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی نے بھی مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بداخلاقی اور بدمعاملگی کو بیان کیا ہے۔(جیسا کہ شروع میں آپ ملاحظہ کرچکے ہیں)

مولوی الیاس گھمن دیوبندی ،اپنے مرکز دارالعلوم دیوبند۔خلیفہ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی اورمولوی فضیل احمد ناصری دیوبندی کی نظر میں:

۳۔مولوی فضیل احمد ناصری دیوبندی (نائب ناظمِ تعلیمات واستاد حدیث،جامعہ انور شاہ،دیوبند) نے مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی کے متعلق اپنے مقالہ میں لکھا ہے کہ:

’’پاکستان کے معروف عالمِ دین مولانا محمد الیاس گھمن صاحب کی صفائی میں دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء نے اپنا موَقِف ظاہر کیا اوراعترافات سے مملوالفاظ استعمال کیے،تو فوراً ان (مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی) کا خط دارالعلوم پہنچ گیا،انہوں نے دارالعلوم سے سوال کیا کہ آپ ایک شخص کی تعریف کیسے کرسکتے ہیں جس پر بدعنوانیوں کے الزامات ہیں؟ جس کی سابقہ اہلیہ(سمعیہ بنت مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ) نے ان کی اخلاقی کمزوریوں کا

راز فاش کر دیا ہے، جو اپنی بیگم کی بچیوں سے خراب رشتے میں پکڑا گیا ہے، جس پر مولانا ابوبکر غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے دوماہی زم زم کے اداریہ میں اپنے ساتھ ہوئی مالی خورد برد کا انکشاف کیا ہے، جس پر سعودیہ وغیرہ میں غیر قانونی چندہ خوری کا الزام ہے، مرحوم نے دارالعلوم کو وہ سارے کاغذات بھی ارسال کیے جن سے مولانا گھمن صاحب کی شخصیت مجروح ثابت ہورہی تھی، مرحوم کے اس خط نے دارالعلوم کو متنبہ کر دیا، دارالعلوم کی طرف سے مولانا کے نام ایک خط جاری ہوا، جس میں ایشیا کی عظیم ترین درس گاہ نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور صاف اعلان کیا کہ مولانا گھمن سے متعلق پرانی تحریر عاجلانہ قدم تھا''

(تذکرہ شیخ الکل مولانا سلیم اللہ خان، صفحہ ۳۰۱، مطبوعہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کراچی۔ مرتب مفتی صابر محمود دیوبندی، فاضل جامعہ فاروقیہ، کراچی)

مولوی فضیل احمد ناصری دیوبندی کی اس تحریر سے معلوم ہوا کہ مولوی الیاس گھمن دیوبندی:

۱۔ بدعنوان ہے۔

۲۔ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی سابقہ اہلیہ نے اس کی اخلاقی کمزوریوں کا راز فاش کر دیا ہے، کیونکہ یہ اپنی بیگم کی بچیوں سے خراب رشتے میں پکڑا گیا ہے۔

۳۔ اس نے سعودیہ میں غیر قانونی چندہ خوری کی ہے۔

۴۔ اس کی شخصیت مجروح ہے، جس کے ثبوت مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی نے ''دارالعلوم دیوبند'' کو بھیجے۔

۵۔ ''دارالعلوم دیوبند'' نے مولوی سلیم اللہ خان دیوبندی کے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے خلاف بھیجے گئے ثبوتوں کو تسلیم کیا اور مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے بارے میں اپنے تائیدی فتوے سے رجوع کیا۔

مولوی الیاس گھمن دیوبندی (دیوبندی تنظیم ''سپاہِ صحابہ'' موجودہ نام ''اہلسنت والجماعت'' کے موجودہ سربراہ، چیئرمین سنی علما کونسل اور مہتمم جامعہ

فاروقیہ، کمالیہ) مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی کی نظر میں:

۳۔ مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی نے مولوی الیاس گھمن دیوبندی کے متعلق اپنے لیٹر پیڈ پر لکھا ہے کہ:

''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ: مولوی الیاس گھمن کے بارے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم کی تحریر اور وفاق المدارس کے ماہنامہ میں جو تحریر شائع ہوئی ہے اس کی تائید کرتا ہوں، میری جماعت پہلے سے ہی مولوی الیاس گھمن سے لاتعلقی کا اعلان کر چکی ہے اور جماعتی فیصلہ کے مطابق ہمارے اسٹیج پر گھمن صاحب نہیں آئیں گے۔ محمد احمد لدھیانوی، ۱۶ ر مضان المبارک، ۱۴۳۷ھ''

مولوی احمد لدھیانوی دیوبندی کی اس تحریر کا عکس کتاب میں شائع کیا جائے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

توہینِ رسالت کا آغاز کب سے؟

سب سے پہلے توہینِ رسالت کا ارتکاب شیطان لعین ابلیس نے کیا۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنایا اور سارے فرشتوں کو آپ کا سجدہ کرنے کا حکم دیا، تو سوائے ابلیس کے سارے فرشتے سجدے میں گر گئے۔ جب ابلیس سے پوچھا:

اے ابلیس! تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا؟

تو بولا: مجھے زیبا نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔ (سورۃ الحجرات، آیت ۳۲۔۳۳)

دوسرے مقام پر اس کا ذکر یوں فرمایا:

بولا: میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے۔ (سورۃ الاعراف، آیت:۱۲)

سب سے پہلے نبی کو از راہِ توہین بشر اور اپنے آپ کو نبی سے بہتر کہہ کر توہینِ رسالت کا ارتکاب کرنے والا ابلیس ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جھوٹ بولا ہے: ساجد خان دیوبندی کا کفریہ عقیدہ

(ساجد خان دیوبندی اپنے بقول ایسا کافر، مرتد اور ملعون ہے کہ جو اس کے کفر وارتداد میں شک کرے وہ بھی کافر ہے)

تحریر: میثم عباس قادِری رضوی

اللہ تعالیٰ عَزَّ وَجَلَّ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے:

مَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا (النساء:۸۷)۔

ترجمہ کنز الایمان: ''اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی''۔

ہم اہلِ سنت وجماعت کا عقیدہ اِسی آیت کے مطابق ہے کہ اللہ کریم سے سچا کوئی نہیں۔ لیکن اس کے برعکس دیوبندی فرقہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے، نہ صرف بول سکتا ہے بلکہ بول چکا ہے۔ دیوبندی عقیدۂ امکانِ کِذبِ باری تعالیٰ (یعنی اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے) کا اِقرار کرتے ہیں، لیکن عام طور پر تقیہ کرتے ہوئے عقیدۂ وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ (یعنی اللہ تعالیٰ جھوٹ بول چکا ہے یا بولے گا) کا اِنکار کر دیتے ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی عقیدۂ وقوعِ کِذبِ باری تعالیٰ کے بھی قائل ہیں۔ اس کی وضاحت کے لیے اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سُنَّت مجددِ دین وملت مولانا مفتی الشاہ احمد رضا خاں قادری برکاتی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ کے قصیدۂ مبارکہ ''الاستمداد علی اجیال الارتداد'' کی حضرت مفتیِ اعظمِ ہند علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ کی تحریر فرمودہ لاجواب شرح بنام ''کشفِ ضلالِ دیوبند'' (صفحہ ۲۵ اور صفحہ ۹۱ تا ۹۴، مطبوعہ مطبع اہلِ سنت وجماعت، بریلی۔ ایضاً صفحہ ۵۹، ۶۰۔ ایضاً، صفحہ ۱۷۳ تا ۱۷۷، مطبوعہ نوری کتب خانہ، بازار داتا صاحب، لاہور۔ ایضاً، صفحہ ۴۵، ۴۶ اور ۶۵ تا ۶۹، مطبوعہ مدرسہ قادریہ، ۵۱/۵۷ ڈونٹاڈ اسٹریٹ،

مقابل رضا اکیڈمی، بمبئی) اور حضرت شارحِ بخاری نائبِ مفتیِ اعظمِ ہند مولانا شریف الحق امجدی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ کی لاجواب کتاب ''سُنّی دیوبندی اختلافات کا مُنصفانہ جائزہ''، (صفحہ ۱۳۱ تا ۱۵۱، مطبوعہ، دائرۃ البرکات، کریم الدین پور، گھوسی، مئو، ہندوستان) ملاحظہ کریں۔ اس کتاب کو ماضی قریب میں ''فرید بک سٹال، ۳۸۔اُردو بازار، لاہور، پاکستان نے کتاب ''تحقیقات'' کے ساتھ شائع کر دیا ہے۔فتویٰ وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ کے متعلق بحث اس ایڈیشن کے صفحہ ۳۴۸ تا ۳۶۷ پر ملاحظہ کریں۔

دیوبندی عقیدۂ امکانِ کِذبِ باری تعالیٰ کو دُرُست ثابت کرنے کے لیے ساجد خان دیوبندی نے اپنی کتاب ''دفاعِ گستاخانِ دیوبند'' بغلط مُسَمّٰی ''دِفاعِ اَهْلِ السُّنَّة و الْجُمَاعَة'' میں کِذب/جھوٹ کی تعریف اِن الفاظ میں بیان کی ہے:

''جھوٹ یا کِذب کیا ہے؟ کِذب بولتے ہیں خلافِ واقع کو''

(دِفاعِ اَهْلِ السُّنَّة و الْجُمَاعَة، جلد ۱، صفحہ ۲۹۷، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔طبع اوّل)

اِسی کتاب میں ایک اور مقام پر جھوٹ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

''کِذب بولتے ہیں واقعہ کے خلاف بات کرنے کو''

(دِفاعِ اَهْلِ السُّنَّة و الْجُمَاعَة، جلد ۱، صفحہ ۳۳۵، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔طبع اوّل)

اِن دونوں اِقتباسات سے معلوم ہوا کہ خلافِ واقعہ بات کو جھوٹ، کِذب کہتے ہیں۔ اِس وضاحت کو ذہن میں رکھتے ہوئے آگے بڑھیے۔اور آئندہ سطور میں ملاحظہ کیجیے کہ اِسی ساجد خان دیوبندی نے اپنی اِسی مذکورہ کتاب میں وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ کو اپنے تئیں قرآنِ پاک سے ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیه السلام کے بیٹے کا اِنکار فرمایا کہ ''یقیناً وہ تیرے گھر سے نہیں ہے''۔حالانکہ وہ ان کا بیٹا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ تیرے گھر سے نہیں ہے''۔تو ظاہراً اللہ تعالیٰ کی بات خلافِ واقعہ ہوئی،

یعنی واقعہ کے مطابق یہ ہے کہ: ''اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ ''۔'' میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے''۔ اور واقعہ کے خلاف یہ ہے کہ ''اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِكَ ''۔'' یقیناً وہ تیرے گھر سے نہیں ہے''۔ **گو اللہ تعالیٰ نے بد اعمالی یا کفر کی وجہ سے یہ فرمایا کہ وہ تیرے گھر سے نہیں ہے، لیکن بات تو واقعہ کے خلاف ہے۔''**

(دِفاعِ اَھْلِ السُّنَّۃ و الْجُمَاعَۃ، ۱،صفحہ ۳۲۷،مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔طبع اوّل)

اِس اِقتباس میں ساجد خان دیوبندی نے قرآنِ پاک کی آیتِ مبارکہ کو نقل کر کے اس سے یہ کفریہ اِستدلال کیا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے خلافِ واقعہ بات کہی ہے یعنی اس کی بیان کردہ تعریف کے مطابق اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بول دیا ہے۔ (**نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِك**)

قارئین نے دیکھ لیا کہ دیوبندی، فقط عقیدۂ اِمکانِ کذبِ باری تعالیٰ (یعنی اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے) تک محدود نہیں بلکہ وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ (اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے) کے بھی قائل ہیں۔

ساجد خان دیوبندی کا یہ عقیدہ وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ (یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں جھوٹ بولا ہے) خود مولوی ساجد خان دیوبندی کی اِسی کتاب ''**دِفاعِ اَھْلِ السُّنَّۃ و الْجُمَاعَۃ** '' کے مطابق ایسا کفر ہے کہ جو ایسے کفر کے مرتکب شخص کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ ساجد خان دیوبندی نے خود لکھا ہے کہ:

''**بِفَضْلِہٖ تَعَالٰی** ہم اور ہمارے اکابر اس شخص کو کافر و ملعون سمجھتے ہیں جو خداوند تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے، بلکہ جو بدنصیب اس کے کفر میں شک کرے، ہم اس کو خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔''

(دِفاعِ اَھْلِ السُّنَّۃ و الْجُمَاعَۃ، جلد ۱، صفحہ ۲۶۸ و ۲۶۹، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔طبع اوّل)

اِسی کتاب میں ساجد خان دیوبندی نے اپنے شکست خوردہ مناظر مولوی منظور نعمانی

دیوبندی کی تحریر بھی نقل کی ہے، جس میں وقوعِ کذبِ باری تعالیٰ کے قائل کو کافر، مرتد، ملعون قرار دیا گیا ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو:

''بِفَضْلِهٖ تَعَالٰی ہمارے اکابر اُس شخص کو کافر، مُرتد، ملعون سمجھتے ہیں جو خداوند تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے اور اس سے بالفعل صدورِ کذب کا قائل ہو، بلکہ جو بدنصیب اس کے کفر میں شک کرے ہم اس کو بھی خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔''

(دِفاعِ اَھْلِ السُّنَّة والْجُمَاعَة، جلد۱، صفحہ ۳۵۶، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔ طبع اوّل)

پیش کیے گئے مذکورہ بالا دونوں اقتباسات سے معلوم ہوا کہ دوزبانیں رکھنے والا ساجد خان دیوبندی بقولِ خود ایسا کافر، مرتد اور ملعون ہے کہ جو اِس کے کفر و اِرتداد اور ملعون ہونے میں شک کرے، وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ اسے کہتے ہیں رب کی مار، جب یہ مار پڑتی ہے تو عقلِ سلیم کام کرنا چھوڑ دیتی ہے۔

نوٹ: مولوی منظور نعمانی دیوبندی کا جو اقتباس اُوپر پیش کیا گیا ہے وہ ساجد خان دیوبندی کا مصدقہ ہے، لہٰذا اُس کی ذمہ داری بھی اسی پر ہے۔ کیونکہ مولوی ابوایوب دیوبندی نے مؤلف ''سفید و سیاہ'' کی طرف سے ''سُنّی تحریک'' کے شائع کردہ پوسٹر اور پروفیسر مسعود احمد، کراچی کی ''سفید و سیاہ'' کتاب پر لکھی گئی تقریظ کو کتاب ''سفید و سیاہ'' میں شامل کرنے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''چونکہ یہ پوسٹر اور تقریظ اوکاڑوی صاحب کی مصدقہ ہیں، اس لیے اس کی پوری پوری ذمہ داری اوکاڑوی صاحب پر بھی ہے''۔

(سفید و سیاہ پر ایک نظر، صفحہ ۳۴، ۳۵، مطبوعہ عالمی مجلس تحفظِ اکابرِ دیوبند)

مولوی ابوایوب دیوبندی کے بیان کردہ اِس اُصول کے مطابق یہ کہنا بالکل درست ہے کہ ساجد خان دیوبندی اپنی مصدّقہ تحریر کی روشنی میں کافر، مرتد اور ملعون ہے۔

ساجد خان دیوبندی کافر اور ملعون ہے: دارالعلوم دیوبند کے مولوی نظام الدین امروہوی دیوبندی کا فیصلہ

☆ شعبۂ مناظرہ دارالعلوم دیوبند کے ناظم مولوی نظام الدین امروہوی دیوبندی نے بھی لکھا ہے کہ:

''بالکل صاف اور واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے والا کافر اور ملعون ہے، وہ ہرگز مؤمن نہیں ہوسکتا۔''

(جواب حاضر ہے، صفحہ ۱۸، ناشر مکتبہ دارالعلوم دیوبند)

نوٹ: یہ کتاب مفتی ابوالقاسم دیوبندی (مہتمم دارالعلوم دیوبند)۔ مولوی ریاست علی بجنوری دیوبندی (استاذِ حدیث دارالعلوم دیوبند) اور مولوی عبدالخالق سنبھلی دیوبندی (نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند) کی مصدّقہ ہے۔ آئے روز اہلِ سنت پر بکواس کرنے والا ''ساجد خان دیوبندی'' اپنی کتاب ''دِفاعِ اَھْلِ السُّنَّة و الْجُمَاعَة'' اور مولوی نظام الدین امروہوی دیوبندی کی کتاب ''جواب حاضر ہے'' کے مطابق کافر، مرتد اور ملعون قرار پا کر دیگر دیابنہ کے لیے نشانِ عبرت بن گیا۔

دیوبندی مزعومہ شیخ الاسلام شبیر عثمانی دیوبندی نے ساجد خان دیوبندی کے اِستدلال کو باطل قرار دے دیا:

قرآنِ پاک کی جس آیتِ کریمہ سے اللہ کریم کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے ساجد خان دیوبندی نے باطل اِستدلال کیا ہے، اس کی تفسیر دیوبندی مذہب میں ''شیخ الاسلام'' سمجھے جانے والے مولوی شبیر عثمانی نے اِن الفاظ میں کی ہے:

''نوح عَلَیْہِ السَّلام نے یہ کس وقت عرض کیا، کنعان کے غرق ہونے سے پہلے یا غرق ہونے کے بعد، دونوں احتمال ہیں۔ نیز کنعان کو اُس کی منافقانہ اوضاع واطوار دیکھ کر غلط فہمی سے مؤمن سمجھ رہے تھے یا کافر سمجھتے ہوئے بارگاہِ

ربُّ العزّت میں یہ گذارش کی۔ دونوں باتوں کا امکان ہے۔ اگر مومن سمجھ کر غرقابی سے پہلے عرض کیا تھا تو مقصود اپنی اضطرابی کیفیت کا اِظہار اور خدا سے کہہ کر اُس کے بچاؤ کا انتظام کرنا تھا۔ اور اگر غرقابی کے بعد یہ گفتگو ہوئی تو محض معاملہ کی اصل حقیقت معلوم کرنے کی غرض سے اپنا خلجان یا اِشکال پیش کیا۔ یعنی خداوندا! تُو نے میرے گھر والوں کو بچانے کا وعدہ کیا تھا۔ اور کنعان مؤمن ہونے کی وجہ سے اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَيۡهِ الۡقَوۡلُ کے اِستثناء میں بظاہر داخل نہیں۔ پھر اُس کی غرقابی کا راز کیا ہے؟ **بلاشُبہہ آپ کا وعدہ سچا ہے۔ کسی کو یہ خیال نہیں گذر سکتا کہ معاذ اللہ وعدہ خلافی کی ہو۔ آپ احکم الحاکمین اور شہنشاہِ مطلق ہیں۔ سمجھ میں آئے یہ نہ آئے، کسی کو حق نہیں کہ آپ کے فیصلہ کے سامنے دَم مار سکے، یا آپ کو وعدہ خلافی پر مجبور کر دے، نہ کسی کا یہ منصب ہے کہ آپ کے حکمِ ناطق کے متعلق کسی قسم کی نکتہ چینی کر سکے۔ فقط قلبی اطمینان کے لیے بطریقِ اِستِعْلام و اِستفسار اس واقعہ کا راز معلوم کرنا چاہتا ہوں۔** جواب ملا یہ اُن گھر والوں میں سے نہیں جن کے بچانے کا وعدہ تھا۔ بلکہ اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَيۡهِ الۡقَوۡلُ میں شامل ہے۔ کیونکہ اُس کے عمل خراب ہیں۔ تم کو اُس کے کفر و شرک کی خبر نہیں۔ مقامِ تعجب ہے کہ پیغمبرانہ فراست کی روشنی میں صریح آثارِ کفر کے باوجود ایک کافر کا حال مشتبہ رہے۔ **جس شخص کا واقعی حال تمہیں معلوم نہیں اُس کے بارہ میں ہم سے ایسی نامناسب رعایت یا اس طرح کی کیفیت مت طلب کرو۔ مقربین کو لائق نہیں کہ وہ بے سوچے سمجھے، اَدب ناشناس جاہلوں کی سی باتیں کرنے لگیں۔** آیت کی یہ تقریر اُس صورت میں ہے کہ نوح عَلَيۡهِ السلام، کنعان کو مؤمن سمجھتے ہوں **اور اگر کافر سمجھتے تھے تو شاید اس درخواست یا**

سوال کا منشاء یہ ہو کہ ''انجاء'' کے ذکر میں ''اہل'' کو چونکہ عام مؤمنین سے الگ کر کے بیان فرمایا تھا، اس سے نوح عَلَیْہِ السلام نے یہ خیال کیا کہ میرے ''اہل'' کو اس دُنیوی عذاب سے محفوظ رکھنے کے لئے ایمان شرط نہیں اور اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْہِ الْقَوْلُ مُجمل تھا۔ اس لئے اُس کے مصداق کی تعیین نہیں کر سکے۔ بناءً علیہ شفقتِ پدری کے جوش میں عرض کیا کہ اِلٰہ العالمین! میرا بیٹا یقیناً میرے اہل میں داخل ہے، جس کے بچانے کا آپ وعدہ فرما چکے ہیں۔ پھر یہ کیوں غرق کیا جا رہا ہے یا غرق کر دیا گیا۔ جواب ملا کہ تمہارا پہلا ہی مقدمہ (اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ) غلط ہے۔ جس ''اہل'' کے بچانے کا وعدہ تھا اُس میں یہ داخل نہیں، کیونکہ اس کے کرتوت بہت خراب ہیں۔ نیز اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْہِ الْقَوْلُ کے مصداق کا تم کو کچھ علم نہیں کہ وہ کون لوگ ہیں، پھر جس چیز کا علم تم نہیں رکھتے، اُس کی نسبت ایسے محاجّہ کے رنگ میں سوال یا درخواست کرنا تمہارے لئے زیبا نہیں''۔

(تفسیر عثمانی، تفسیر سورۂ ھود، زیرِ آیت: ۴۶)

مولوی شبیر عثمانی دیوبندی نے ساجد خان دیوبندی کے اِستدلال کو اِس طرح ردّ کر دیا ہے کہ حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام نے اللہ تعالیٰ کو وعدہ خلاف، جھوٹا نہیں سمجھا۔ بلکہ بطریقِ اِستفسار، اللہ کریم سے بیٹے کے عذاب میں مبتلا ہونے کا راز معلوم کرنا چاہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کے جن ''اہل'' کو بچانے کا وعدہ فرمایا تھا، ان میں آپ کا بیٹا شامل نہیں تھا۔ لہٰذا اس آیت سے اِستدلال کرتے ہوئے اللہ کریم کو جھوٹا، وعدہ خلاف کہنا باطل ہے۔ **ساجد خان دیوبندی نے یہ استدلال اپنے اکابر میں شامل ایک دیوبندی مولوی سے لیا ہے، اُس دیوبندی مولوی نے حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام سے اللہ کریم کے ہونے والے مکالمے سے استدلال کرتے ہوئے اللہ کریم کو وعدہ خلاف، دروغ گو کہا ہے۔ اس کی**

تفصیل مناسب وقت پر پیش کردی جائے گی۔اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

ضروری نوٹ: مولوی شبیر عثمانی دیو بندی کے منقولہ بالا اقتباس میں حضرت نوح **عَلَیْہِ السَّلَام** کے لیے لکھے گئے یہ الفاظ: ''**مقربین کو لائق نہیں کہ وہ بے سوچ سمجھے، اَدب ناشناس جاہلوں کی سی باتیں کرنے لگیں**'' ہرگز شانِ رسالت کے لائق نہیں۔ اللہ کے رسول کی شان میں ایسی جسارت دیو بندیوں کا آبائی وطیرہ ہے۔

ضروری نوٹ: ساجد خان دیو بندی کی کتاب ''**دِفاعِ اَھلِ السُّنَّۃ والْجُمَاعَۃ**'' پر مزید تبصرہ راقم کی کتاب میں ملاحظہ کیجیے گا، جس میں اِس مکار کے دجل وفریب کو واضح کیا جائے گا۔**اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔**

کِلکِ رضا ہے خنجرِ خُونخوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گستاخِ رسول ﷺ کو پھانسی کی سزا

ابراہیم بہت سے علوم میں مہارت رکھنے والا شاعر تھا اور قاضی ابو العباس طالب کی مجالس مناظرہ میں اکثر حاضر ہوا کرتا۔ اس پر یہ الزام عائد ہوا کہ اس نے اپنے بہت سے اشعار میں اللہ تبارک وتعالیٰ، انبیاء علیہم السلام، اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ اسے قاضی یحییٰ بن عمر کی عدالت میں پیش کیا گیا، اس وقت عدالت میں دوسرے بہت سے فقہاء موجود تھے۔ قاضی نے اس کی پھانسی اور قتل کا حکم دیا، چنانچہ اس کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔

بعض نے لکھا کہ جب سولی پر لٹکا دیا گیا تو وہ لکڑی خود بخود چکر کھانے لگی۔ جب اس کا چہرہ قبلہ کی طرف سے پھر گیا تو لکڑی ٹھہر گئی۔ لوگوں نے اس واقعہ کو اللہ عز وجل کی نشانی سمجھ کر بلند آواز سے تکبیر کہی۔ اس کے بعد ایک کتا آیا اور ابراہیم کا خون پی گیا۔

یحییٰ بن عمر نے کہا کہ آپ ﷺ نے صحیح ارشاد فرمایا کہ کتا مسلمان کا خون نہیں پیتا۔

دیوبندی خود بدلتے نہیں، کتابوں کو بدل دیتے ہیں (قسط نمبر ۱۳)

میثم عباس قادِری رضوی

دیوبندی تحریف نمبر:۳۶

’’سیرتِ حلبیہ‘‘ کے اُردو ترجمہ میں مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کے پڑپوتے مولوی اسلم قاسمی دیوبندی کی شرمناک تحریف:

’’سیرتِ حلبیہ‘‘ جلد اوّل میں ’’باب تسمیتہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم محمداً وأحمداً‘‘ کے آخر میں میلادُ النبی کے متعلق عربی اقتباس کا مولوی اسلم قاسمی دیوبندی نے مکمل اُردو ترجمہ کرنے کی بجائے اس کی صرف ابتدائی دو سطروں کا اُردو ترجمہ کیا ہے، وہ بھی محض اس لیے کہ ان سطور میں قیامِ میلادِ مروجہ کو اپنی اصل کے لحاظ سے بدعت کہا گیا ہے، ذیل میں مولوی اسلم قاسمی دیوبندی کا کیا گیا نامکمل اور تحریف شدہ اُردو ترجمہ ملاحظہ کریں:

> ’’لوگوں میں یہ عادت پھیل گئی ہے کہ جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادتِ مبارکہ کا حال سنتے ہیں تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تعظیم میں کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ قیام یعنی کھڑا ہونا بالکل ایک بدعت ہے جس کی (شریعت میں) کوئی اصل نہیں ہے۔‘‘

(سیرتِ حلبیہ، جلد اوّل، نصف اوّل، صفحہ ۲۷۰، مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ مترجم: مولوی اسلم قاسمی دیوبندی، فاضلِ دیوبند)

دیوبندی مترجم نے اس کے متصل باقی عربی اقتباس کا اُردو ترجمہ اس لیے نہیں کیا

کیونکہ اس میں حضرت علامہ حلبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے قیامِ میلا د کو بدعت، لیکن دیوبندیوں کی طرح قبیح بدعت نہیں بلکہ بدعتِ حسنہ یعنی اچھی بدعت قرار دیا ہے، جلیل القدر علمائے اسلام امام تقی الدین سبکی مصری، امام ابن حجر ہیتمی، امام ابوشامہ شیخِ امام نوَوِی، امام سخاوی، امام ابن جوزی، اور امام سیوطی سے قیامِ میلاد و محفلِ میلاد کا جواز بیان کیا ہے، میلاد شریف منانے کو خیر و برکت کا سبب قرار دیا ہے اور بدعتِ حسنہ کے متعلق اہلِ سنت و جماعت کے موقف کی بھرپور تائید کی ہے جو دیوبندی مترجم سے برداشت نہ ہوسکی۔

ذیل میں ''سیرتِ حلبیہ'' سے میلاد شریف کے جواز پر مشتمل مکمل عربی اقتباس اور پھر اُس کا اُردو ترجمہ ملاحظہ کریں تا کہ میلاد شریف کے متعلق حضرت علامہ حلبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا مکمل موقف اور مولوی اسلم قاسمی دیوبندی کی بددیانتی اور شرمناک خیانت روزِ روشن کی طرح قارئین پر واضح ہو جائے۔:

''ومن الفوائد أنه جرت عادة كثير من الناس اذا سمعوا بذكر وضعه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم أن يقوموا تعظيماً له صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، وهذا القيام بدعة لا أصل لها: أى لكن هى بدعة حسنة، لأنه ليس كُل بدعة مذمومة. وقد قال سيّدُنا عمر رضى اللّٰه تعالٰى عنه فى اجتماع الناس لصلاة التراويح: نعمت البدعة. وقد قال العزّ بن عبدالسلام: ان البدعة تعتريها الأحكام الخمسة، وذكر من أمثلة كل مايطول ذكره. ولاينافى ذلك قوله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: ''اياكم ومحدثات الأمور، فان كُل بدعة ضلالة'' وقوله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: ''من أحدث فى أمرنا. أى شرعنا ـ ماليس منه فهو رد عليه'' لأن هذا عام أريد به خاص. فقد قال امامنا الشافعى قدس اللّٰه سره: ما أحدث و خالف كتاباً أو سنةً أو اجماعاً أو اثراً فهو البدعة الضلالة، وما أحدث من الخير ولم يخالف شيئاً من ذلك فهو البدعة المحمودة. وقد وجد القيام عند ذكر اسمه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم من عالم الأمة ومقتدى الأئمة ديناً و

ورعاً الامام تقی الدین السبکی، وتابعه علٰی ذلک مشائخ الاسلام فی عصره، فقدحکی بعضهم أن الأمام السبکی اجتمع عنده جمع کثیر من علماء عصر فأنشدمنشدقول الصرصری فی مدحه صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم:

قلیل لمدح المصطفٰی الخط بالذهب

علی ورق من خط أحسن من کتب

وان تنهض الأشراف عند سماعه

قیاماً صفوفاً أوجثیاً علی الرکب

فعند ذلک قام الامام السبکی رحمه اللّٰه وجمیع من فی المجلس، فحصل أنس کبیربذلک المجلس، ویکفی مثل ذلک فی الأقتداء.

وقد قال ابن حجر الهیتمی: والحاصل أن البدعة الحسنة متفق علی ندبها، وعمل المولد واجتماع الناس له کذلک أی بدعة حسنة، ومن ثم قال الامام أبوشامة شیخ الامام نوَوِی: ومن أحسن مابتدع فی زماننامایفعل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولده صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم من الصدقات والمعروفات واظهارالزینة والسرور، فان ذلک مع مافیه من الاحسان للفقراء مشعر بمحبته صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وتعظیمه فی قلب فاعل ذلک، و شکراللّٰه علی مامنّ به من ایجادرسوله اللّٰه صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم أرسله رحمة للعالمین، هذاکلامه.

قال السخاوی: لم یفعله أحدمن السلف فی القرون الثلاثة، وانماحدث بعد، ثم لازال أهل الاسلام من سائرالاقطاروالمدن الکباریعملون المولد، ویتصدقون فی لیاله بأنواع الصدقات، ویعتنون بقراءة مولده الکریم، و یظهرعلیهم من برکاته کل فضل عمیم۔

قال ابن الجوزی: من خواصه أنه أمان فی ذلک العام، وبشری عاجلة

بنيل البغية والمرام ـ وأول من أحدثه من الملوك صاحب أربل وصنف له ابن دحية كتاباً في المولد سمّاه "التنوير بمولد البشير النذير" فأجازه بألف دينار، وقد استخرج له الحافظ ابن حجر اصلاً من السنة، وكذا الحافظ السيوطي، ورداً على الفاكهاني المالكي في قوله: "ان عمل المولد بدعة مذمومة"۔

(السيرة الحلبية وهو الكتاب المسمّٰى انسان العيون فى سيرة الامين والمامون، باب تسميته صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم محمداً واحمداً، صفحہ ۱۲۳، ۱۲۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اب ذیل میں "سیرتِ حلبیہ" سے میلاد شریف کے بیان پر مشتمل مذکورہ بالا عربی اقتباس کا اُردو ترجمہ ملاحظہ کیجیے۔ جس میں حضرت علامہ حلبی، منکرینِ میلاد کے دِلوں کو زخمی کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"اکثر لوگوں کی عادت ہے کہ جس وقت اس عالم میں آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری کا ذکر سنتے ہیں تو تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور یہ قیام (اگر چہ) بدعت ہے، جس کی کوئی اصل نہیں، لیکن یہ بدعتِ حسنہ ہے کیوں کہ ہر بدعت مذموم اور بُری نہیں ہوتی، حضرت عمر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ نے نمازِ تراویح کے لئے لوگوں کا جمع ہونا دیکھ کر فرمایا: کتنی اچھی بدعت ہے۔ علامہ عزّ بن عبد السلام رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ فرماتے ہیں کہ بدعت کو (اس کی اقسام کے اعتبار سے) پانچوں احکام لاحق ہوتے ہیں اور انہوں نے ہر حکم کی مثالیں بھی بیان فرمائی ہیں جس کا ذکر طویل ہے۔ اور یہ آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے ان فرامین: "نئی نکالی ہوئی چیزوں سے بچتے رہو، پس بیشک ہر بدعت گمراہی ہے" اور "جس نے ہمارے امر یعنی شریعت میں نئی بات نکالی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ اس پر مردود ہے"، کے منافی نہیں کیونکہ یہ لفظ عام اور اس کی

مراد خاص ہے۔ ہمارے امام محمد بن ادریس شافعی قدس سرہ نے فرمایا: ''جس نے کوئی نئی بات نکالی اور قرآن، سنت، اجماع یا اثر کی مخالفت کی تو وہ بدعتِ ضلالہ ہے اور جو اچھی چیز نکالی اور ان میں سے کسی کی مخالفت نہ کی تو وہ بدعتِ محمودہ ہے''۔ اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اسمِ مبارک کے ذکر پر اُمتِ اِسلامیہ کے عالم اور دین وورع (پرہیز گاری) میں ائمہ کے مقتدٰی، امام تقی الدین سبکی مصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۷۵۶ھ) کا قیام دیکھا گیا ہے اور ان کے زمانے کے مشائخِ اسلام نے ان کے اس عمل کی پیروی کی ہے۔ چنانچہ ان لوگوں میں سے بعضوں نے حکایت کی ہے کہ (ایک مرتبہ) امام سبکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے سامنے ان کے عہد کے علماء کی ایک بڑی جماعت تھی کہ کسی نے (ابو زکریا یحیٰی بن یوسف) صُرصُری (بغدادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ۔ متوفی ۶۵۶ھ) کا قصیدہ درمدح خیر البریّہ پڑھا۔

''جناب محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدح کے لیے یہ بہت ادنیٰ سی بات ہے کہ اس کو چاندی کی تختی پر آبِ زر سے بہت ہی اچھے خوشنویس سے لکھوایا جائے۔ اور (ضروری ہے) کہ شرفا (آپ کی مدح) سُن کر صفوں میں کھڑے ہوجائیں یا (اگر سوار ہوں تو) سواریوں پر گھٹنوں کے بَل ہوجائیں''۔

یہ سنتے ہی امام سبکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اور سب اہلِ مجلس کھڑے ہوگئے۔ تو اس مجلس سے بڑی اُنسیت حاصل ہوئی اور پیروی کے لیے اس جیسا واقعہ کافی ہے۔

ابن حجر ہیتمی نے کہا ہے:

''خلاصہ یہ کہ بدعتِ حسنہ کا مستحب ہونا متفق علیہ ہے، اور مولد شریف

منانا اور اس کے لیے لوگوں کا جمع ہونا ایسا ہی ہے یعنی بدعتِ حَسَنَہ''۔

اس وجہ سے امام ابوشامہ شیخِ امام نَوَوِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا:

''ہمارے زمانے میں ایجاد ہونے والی اچھی چیزوں میں وہ ہے جو ہر سال آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے یومِ ولادت کے موافق دن کو صدقات وخیرات نیز زینت اور سرور کا اظہار کیا جاتا ہے، پس بیشک اس میں فقرا کے لئے بھلائی پائی جانے کے ساتھ یہ عمل اپنے کرنے والے کے دل میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت اور تعظیم ہونے کی بھی خبر دیتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جو اس نے اپنے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تخلیق فرما کر احسان کیا، جنہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا''۔ یہ امام نووی کا کلام ہے۔

امام سخاوی نے کہا ہے:

''قرونِ ثلاثہ میں اسلاف میں سے کسی نے یہ عمل نہیں کیا بلکہ یہ اس کے بعد ایجاد ہوا، تمام اطراف واقطار اور بڑے بڑے شہروں میں سے اہلِ اسلام میلاد کرتے، اس کی رات میں قسم قسم کے صدقات کرتے اور مولود شریف پڑھنے کا اہتمام کرتے رہے ہیں اور اس کی برکتوں سے ان پر ہر فضلِ عمیم ظاہر ہوتا ہے''۔

ابن جوزی کہتے ہیں:

''محفلِ میلاد کے خواص میں سے ہے کہ یہ مبارک عمل اس سال بھر میں امان اور مقصد ومراد کے جلد حصول کی بشارت ہے۔ بادشاہوں میں سے سب سے پہلے محفل میلاد کرنے والے شاہِ اربل ہیں، ابن دحیہ نے ان کے لئے میلاد شریف کے موضوع پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ''**التنویر بمولد البشیر النذیر**'' رکھا تو شاہِ اربل نے انہیں ایک ہزار دینار ہدیہ پیش کیا''۔

حافظ ابن حجر، اسی طرح حافظ سیوطی رَحِمَہُمَا اللّٰہِ تَعَالٰی نے اس کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور فاکہانی مالکی کے اس قول میں ان کا رد کیا ہے کہ عملِ مولود بدعتِ مذمومہ ہے"۔

قارئین! آپ نے "سیرتِ حلبیہ" سے میلاد شریف کے متعلق مکمل عربی اقتباس اور اس کا اُردو ترجمہ ملاحظہ کیا، جس میں حضرت علامہ حلبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بدعتِ حسنہ کے متعلق ہم اہلِ سنت و جماعت کے مؤقف کی تائید کی ہے۔ میلادُ النبی منانے کو خود بھی جائز کہا ہے اور جلیل القدر علمائے اسلام سے بھی اس کا جواز ثابت کیا ہے۔ لیکن افسوس کہ خائن و بددیانت مترجم نے اس حصہ کا ترجمہ نہ کر کے شرمناک علمی بددیانتی کا مظاہرہ کیا ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ (جاری ہے)

☆O☆O☆O☆O☆O☆O☆O☆

گستاخِ رسول ﷺ اور ہمارے اسلاف

ہارون الرشید بادشاہ نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا: گستاخِ رسول کی سزا کیا کوڑے سے مارنا کافی نہیں؟ اس پر حضرت امام صاحب نے فرمایا: اے امیر المومنین! گستاخ رسول ﷺ گستاخی کے بعد بھی زندہ رہے تو پھر امت کو زندہ رہنے کا حق نہیں، رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو فی الفور گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے۔

ردالمختار میں امام محمد بن سحنون علیہ الرحمۃ کی روایت ہے: تمام علما کا اس پر اجماع ہے، حضور ﷺ کی گستاخی کرنے والا آپ کی شان میں کمی کرنے والا کافر ہے اور تمام امت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے۔ (ردالمختار، جلد سوم)

امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے تاریخی الفاظ ملاحظہ ہوں: جو شخص حضور ﷺ کی گستاخی کرے اس کا خون حلال ہے اور مباح ہے۔ (تیرے دشمن سے کیا رشتہ ہمارا یار رسول اللہ، ص ٦٩)

صحیح بخاری میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر شاتمانِ رسول کو قتل کرنے بعد جلا دینے کا حکم صادر فرمایا۔

ساجد خان دیوبندی اور مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی باہم دست وگریباں ہو گئے

میثم عباس قادری رضوی

مؤرخہ ۳ ستمبر ۲۰۱۸ء کو ساجد خان دیوبندی نے مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے خلاف ایک تحریر لکھ کر اپنے فیس بک اکاؤنٹ سے شائع کی، راقم نے جب اس تحریر کے سکرین شاٹ اپنے فیس بک اکاؤنٹ سے شائع کیے، تو اس کے کچھ دیر بعد ساجد خان دیوبندی نے اپنی یہ تحریر اپنے فیس بک اکاؤنٹ سے ڈیلیٹ کر دی۔

ضروری نوٹ: ساجد خان دیوبندی کی اس تحریر میں کتابت کی اغلاط موجود ہیں، تصحیحِ نقل کا التزام رکھتے ہوئے ان کو بمطابق اصل جوں کا توں نقل کیا گیا ہے، دو مقامات پر اغلاطِ کتابت کی تصحیح ڈبل قوسین (()) میں کی گئی ہے، تا کہ اصل تحریر سے امتیاز رہے۔ ساجد خان دیوبندی کی تحریر کے آخر میں ایک مقام پر قوسین میں مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے بارے میں یہ الفاظ ''جس کا حال مجھ سے مخفی نہیں'' لکھے ہیں، یہ الفاظ بھی ساجد خان دیوبندی کے ہی تحریر کردہ ہیں۔

نیز ساجد خان دیوبندی نے اپنی اس تحریر میں مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کا نام واضح طور پر لکھنے کی بجائے گھونگھٹ میں رکھنے کی کوشش کی ہے، راقم نے اصل تحریر سے امتیاز رکھتے ہوئے، ڈبل قوسین میں مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کا نام لکھ کر وہ گھونگھٹ اُٹھا دیا ہے۔ تا کہ سب پر مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کا مکروہ چہرہ اچھی طرح واضح ہو جائے۔ اب ذیل میں ساجد خان دیوبندی کی تحریر ملاحظہ کریں:

''کتاب ''دفاعِ اہل السنۃ والجماعۃ'' کے بارے میں پھیلائی جانے والی ایک

غلط فہمی کا ازالہ:

ہمارے ایک محترم حضرت مولانا صاحب الدین صاحب جبوی زید مجدہ نے ایک دفعہ واقعہ سنایا کہ شیطان ایک دفعہ گٹھریاں بنا رہا تھا، کسی نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو کہا کہ حسد کی گٹھریاں تیار کر رہا ہوں، کسی نے سوال کیا: تو اس کا خریدار کون ہوگا؟ تو کہا علما۔

ہمارے ایک سابقہ کرم فرما ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) آج کل ہمارے متعلق اس گٹھری کے سب سے بڑے خریدار بنے ہوئے ہیں، مختلف احباب کے سامنے جس طرح کے خیالات ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) راقم کے متعلق عرض کرتے ہیں اور مجھ تک پہنچتے ہیں، بندہ مسلک کی بدنامی کی غرض سے زبان بند کیے ہوئے ہے ورنہ۔۔۔۔ بہر حال، خیر چھوڑیں، ہوا کچھ یوں کہ انہی کرم فرما ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) نے حضرت امام اہلِ سنت رحمہ اللہ کی کتب سے مواد سرقہ کر کے ایک کتاب تیار کی، جسے انتہائی ڈھٹائی سے اپنے نام کے ساتھ شائع کیا، موصوف کی یہ کتاب کچھ اضافہ جات کے ساتھ نیٹ پر پی ڈی ایف کی صورت میں آئی، مگر شہرت کے جنون کی حد تک طالب ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) کا نام ان پر نہ تھا، جس کے بعد موصوف ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) نے اپنے ناشر کے ذریعہ ہم سے رابطہ کیا کہ یہ کتاب تو ہم نے پانچ سو کی تعداد میں چھاپ دی اور چھپتے ہی نیٹ پر آ گئی، تو کیسے آئی؟ اور اب یہ کتاب بِکے گی کیسے؟ جس پر بندہ نے کہا کہ میری تو تقریباً تمام ہی کتب پی ڈی ایف میں موجود ہے، اور الحمد للہ بِک بھی رہی ہیں، کتاب بیچنا آپ کا کام ہے میرا مسئلہ نہیں، البتہ کتاب میری طرف سے اَپ لوڈ نہیں ہوئی، آپ معلوم کر لیں جس سے نے اپ لوڈ کی۔ البتہ موصوف ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) کی کتاب میں کچھ اضافہ جات

کرنے تھے کیونکہ وہ کتب بندے کے پاس تھیں،اس لیے انڈیا کے ایک ساتھی کو تصحیح اوراضافہ جات کے ساتھ اس پر کام کرنے کا کہا تھااور پھر کہہ کر کافی عرصہ ہوگیا ہے بھول گیا ہوں، میں ان سے رابطہ کرتا ہوں کہیں انہوں نے تو ایسانہیں کیا۔اب موصوف ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) نے اپنی چھوٹی ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہماری اجازت کے بغیر انتہائی پھرتی دِکھاتے ہوئے،محض دو دِنوں میں میری پوری کتاب ''دفاع اہل السنۃ''اسکین کر کے انڈیا کے کسی صاحب کے نام سے نیٹ پر اپ لوڈ کر دی اوراب دھڑا دھڑ مختلف گروپس اورفیس بک پر اس کے لنک شیئر کر رہے ہیں۔یقین جانیے اس عظیم کام پر جتنی خوشی مجھے ہے اس کا بیان مشکل ہے،کاش وہ یہ کام میری ضد میں کرنے کے بجائے اللہ کی رِضا کے لیے کرتے تو اس ''استدراجی'' پھرتی پر انہیں ثواب بھی ضرورملتا۔اس سے مجھ پر تو کوئی فرق نہ پڑا،البتہ یکم محرم الحرام کو مکتبہ صفدریہ انڈیا والوں نے اس کو چھاپنا تھا،وہ بے چارے پریشان ہوگئے کہ اس سے کتاب کی فروخت پر اثر پڑے گا اوران ہی کی طرف سے یہ اطلاع دی گئی کہ ہمارے منع کرنے کے باوجود آپ نے کتاب پی ڈی ایف میں کیوں دی؟ پاکستانی نسخہ چند ہی تعداد میں رہ گیا ہے اورمکتبے والوں کی طرف سے باربار دوسری جلد کا تقاضہ کیا جارہا ہے اوروہ بھی ان شاء ((اللہ)) اُمید ہے کہ دو ماہ کی دمت((مدت)) میں آپ کے ہاتھوں میں ہوگا،اس وقت اس کی تصحیح کا کام ہورہا ہے۔الحمدللہ بزمِ کلیانی والے گواہ ہیں کہ میں نے ان کے کورس میں جب تک بھجوائیں تو مارکیٹ سے بھی آدھے ریٹ پر بکوائیں،میں موصوف ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) کی طرح کتب فروش نہیں کہ تین گناہ نفع لگا کر کتب بیچوں اورپھر جب اپنے ہی شاگردوں کی طرف سے گلہ کیا جائے کہ کتابیں بہت مہنگی ہیں تو یہ جھوٹ

بولتے ہوئے ذرا بھی نہ شرمایا جائے کہ: ''کتب کسی اور کی ہیں، نفع بھی وہ لیں گے، ہمارا اس سے کوئی لینا دینا نہیں''۔ **استغفر اللہ**۔ بہر حال بے روزگاری آدمی کو چندے کھانے، دھوکا دینے، جماعتی فنڈ کھانے سے نہ روکے تو جھوٹ بولنے سے کیوں روکے؟ خیر لیکن موصوف ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) نے نہ جانے کیوں ساتھ میں یہ شرارت بھی کی کہ اس کے ٹائٹل پیج پر ''غیر محرف نسخہ'' جلی حروف میں لکھوا دیا، حالانکہ یہ (مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کی) بدترین بددیانتی ہے، بندہ اسی وقت واضح کر چکا تھا کہ میری کتاب صفحہ ۴۸۷ پر مولانا احمد رضا خان کے بارے میں جو عبارت ہے وہ کاتب کی غلطی ہے، میں نے اطلاع ملتے ہی ناشر سے اس عبارت کو فوراً نکالنے کا کہا ہے اور اس نے اس پر عمل بھی کر لیا، اس وضاحت کے باوجود حیرت ہے کہ جو اپنے لوگوں کی کتب کے ساتھ اس قسم کا ''ہاتھ'' محض حسد، بُغض اور ضد کی بنیاد پر کرتے ہوں وہ دیگر فِرَق کے ساتھ کیا کچھ نہیں کرتے ہوں گے، بہر حال بندہ دوٹوک الفاظ میں کہتا ہے کہ میرے اکابر مولانا احمد رضا خان کی تکفیر کے قائل نہ تھے، اگر موصوف ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی)) میں کچھ علمی استطاعت ہے (جس کا حال مجھ سے مخفی نہیں) تو جب چاہیں اس موضوع پر بندہ سے گفتگو کر سکتے ہیں، بندہ اس عظیم کام پر ان کا شکریہ کے ساتھ اس کتاب کا پی ڈی ایف لنک ساتھ لگا رہا ہے اس وضاحت کے ساتھ، کہ یہ نسخہ غیر محرف نہیں بلکہ اغلاط سے پُر ہے، لہٰذا اگر کسی نسخے میں فرق نظر آئے تو وہ تحریف نہیں بلکہ تصحیح ہوگی۔ نوٹ: اس پوسٹ کے جواب میں اگر ((مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کی طرف سے)) کسی قسم کی اوچھی حرکت کی گئی تو ہم کسی کو بھی پردے میں نہیں رہنے دیں گے۔ کتاب کا پی ڈی ایف لنک حاضرِ خدمت ہے۔''

قارئین! اس تحریر میں ساجد خان دیوبندی نے مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کو:

۱۔ حاسد

۲۔ دھوکے باز

۳۔ شہرت کا بھوکا

۴۔ جھوٹا

۵۔ کم علم

٦۔ چندہ، جماعتی فنڈ کھانے والا

۷۔ چغل خور

۸۔ شرارتی

۹۔ مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کی کتب سے مواد چوری کر کے کتاب لکھنے والا قرار دیا ہے۔

اور ساتھ مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کو اس موضوع پر گفتگو کرنے کا چیلنج بھی دیا ہے کہ

''اکابرِ دیوبند نے مولانا احمد رضا خان کی تکفیر نہیں کی۔ اس کے متعلق مجھ سے جب چاہو بات کرلو''۔

تا دمِ تحریر مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی نے نہ تو ساجد خان دیوبندی سے اس مسئلہ پر گفتگو کی ہے (ان کے ہی لفظوں میں کہیے کہ گفتگو کرنے سے راہِ فرار اختیار کر رکھی ہے)۔ اور نہ ہی ان بُرائیوں سے توبہ کی ہے جو ساجد خان دیوبندی نے بیان کی ہیں۔ مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کی شرمناک اصلیت تو قارئین نے ساجد خان دیوبندی کی زبانی ملاحظہ کر لی، اب آیئے اور ساجد خان دیوبندی کی اس تحریر پر مختصر تبصرہ راقم کے قلم سے ملاحظہ کیجیے۔

ساجد خان دیوبندی دو زبانیں رکھتا ہے:

پہلا ثبوت:

ساجد خان دیوبندی نے اپنی کتاب میں دو مقامات پر لکھا ہے:

''حضرت مفتی نجیب اللہ صاحب عمر مدظلہ العالی'' (دِفاعِ اَھلِ السُّنَّۃ والْجُمَاعَۃ، جلد ۱،

صفحہ ۵۸، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔ طبع اوّل)

''حضرت مفتی نجیب اللہ صاحب عمرؒ''

(دِفاعِ اَهْلِ السُّنَّةِ والْجُمَاعَة، جلد ا، صفحہ ۶۷، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔ طبع اوّل)

اس کے علاوہ ''مجلّہ نورِ سنت کراچی'' میں ساجد خان دیوبندی کی تحریر کردہ روداد مناظرہ شائع ہوئی، اُس میں بھی ساجد خان دیوبندی نے مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے بارے میں درج ذیل القابات لکھے ہیں:

☆''حضرت مفتی نجیب اللہ عمر صاحب مدظلہ العالی''

(دوماہی مجلّہ نورسنت، کراچی، شمارہ: ۱۴، صفحہ ۱۷)

☆''حضرت استاذی سیدی وسندی محترم مفتی نجیب اللہ عمر صاحب حفظہ اللہ''

(دوماہی مجلّہ نورسنت، کراچی، شمارہ: ۱۴، صفحہ ۲۱)

☆''حضرت استاذی مفتی نجیب اللہ صاحب''

(دوماہی مجلّہ نورسنت، کراچی، شمارہ: ۱۴، صفحہ ۵۴)

☆''مناظرِ اِسلام مفتی نجیب اللہ صاحب''

(دوماہی مجلّہ نورسنت، کراچی، شمارہ: ۱۴، صفحہ ۲۴)

☆''حضرت مفتی نجیب اللہ عمر صاحب''

(دوماہی مجلّہ نورسنت، کراچی، شمارہ: ۱۴، صفحہ ۳۰)

☆''حضرت مفتی نجیب اللہ عمر صاحب مدظلہ العالی''

(دوماہی مجلّہ نورسنت، کراچی، شمارہ: ۱۴، صفحہ ۵۱)

اسی تحریر میں ساجد خان دیوبندی نے مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کو ''شیرِ دیوبند'' بھی لکھا ہے، ملاحظہ ہو

☆''شیرِ دیوبند کی للکار''

(دوماہی مجلّہ نورسنت، کراچی، شمارہ: ۱۴، صفحہ ۳۵)

قارئین! ملاحظہ کیجیے کہ ایک طرف ساجد خان دیوبندی اپنے استاذ مفتی نجیب اللہ عمر

دیوبندی کو ''حاسد''، ''دھوکے باز''، ''جھوٹا''، ''چندہ، جماعتی فنڈ کھانے والا''، ''چغل خور''، ''شریر'' اور ''کتب سے مواد چوری کر کے کتاب لکھنے والا'' قرار دیتا ہے اور دوسری طرف اِن صفاتِ مذمومہ کے حامل (مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی) کو ''حضرت استاذی، سیدی وسندی''، ''مناظرِ اسلام''، ''شیرِ دیوبند'' کے القابات سے نوازتا ہے، کیا کم علم شخص ''مناظرِ اسلام'' اور ''شیرِ دیوبند'' ہوسکتا ہے؟ یا پھر دیوبندی فرقہ میں شیرِ دیوبند ہونے کے لیے ''کم علم'' ہونا ضروری ہے؟ معلوم ہوا کہ ساجد خان دیوبندی دوزبانیں رکھتا ہے۔

ساجد خان دیوبندی نے اپنے استاذ مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کی جو مذموم صفات بیان کی ہیں ان میں سے کم ازکم تین صفات (۱) جھوٹ بولنے (۲) دھوکے بازی کرنے (۳) اور دوسروں کی کتب سے مواد سرقہ کر کے لکھنے میں خود ساجد خان دیوبندی نے بھی اپنے استاذ سے کافی ''فیض'' حاصل کیا ہے، اور اب ان صفاتِ مذمومہ میں نا صرف خود کفیل بلکہ ''استاذ'' کہلائے جانے کے لائق ہے۔ قارئین! ساجد خان دیوبندی کی دوزبانوں کا پہلا ثبوت آپ نے ملاحظہ کیا، اب دوسرا ثبوت ملاحظہ کیجیے۔

دوسرا ثبوت:

ساجد خان دیوبندی نے اس تحریر میں لکھا ہے کہ:

''میری کتاب صفحہ ۴۸۷ پر مولانا احمد رضا خان کے بارے میں جو عبارت ہے وہ کاتب کی غلطی ہے۔''

ساجد خان دیوبندی نے یہاں جس عبارت کا ذکر کیا ہے اور اسے کاتب کے کھاتے میں ڈالا ہے، وہ عبارت مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کی طرف سے ''**دِفاعِ اَھلِ السُّنَّة والْجُمَاعَة**'' جلد اوّل کے انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کیے گئے ''غیر محرف نسخہ'' سے ملاحظہ کریں:

''خدا کی قسم احمد رضا خان کافر ہے، کافر ہے، کافر ہے، کوئی مائی کا لعل رضا خانی اسے مسلمان حلالی ثابت نہیں کرسکتا۔''

(دِفاعِ اَھلِ السُّنَّة والْجُمَاعَة، جلد۱، صفحہ ۴۸۷، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔ طبع اوّل)

ایک دوست سے بات کرتے ہوئے ساجد خان دیوبندی نے اس عبارت کے بارے میں اقرار کرتے ہوئے کہا تھا کہ میری یہ عبارت الزامی ہے، یعنی تسلیم کیا تھا کہ یہ اسی کی عبارت ہے، لیکن اس کے برعکس مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے خلاف لکھی گئی اپنی تحریر میں جھوٹ بولتے ہوئے اس نے لکھ دیا کہ:

''یہ عبارت کاتب کی غلطی ہے''۔

ثابت ہوا کہ ساجد خان دیوبندی جھوٹا، مکار اور دوزبانیں رکھنے والا شخص ہے۔

تیسرا ثبوت:

مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے خلاف لکھی گئی اس تحریر میں ساجد خان دیوبندی نے اس کومخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''بندہ دوٹوک الفاظ میں کہتا ہے کہ میرے اکابر مولانا احمد رضا خان کی تکفیر کے قائل نہ تھے، اگر موصوف میں کچھ علمی استطاعت ہے(جس کا حال مجھ سے مخفی نہیں) تو جب چاہیں اس موضوع پر بندہ سے گفتگو کر سکتے ہیں''

حالانکہ اسی ساجد خان دیوبندی نے اپنی کتاب ''دفاعِ گستاخانِ دیوبند'' بغلط مُسَمّٰی ''دِفاعِ اَھلِ السُّنَّة و الْجُمَاعَة'' جلد اوّل میں یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ اکابرِ دیوبند نے ''مولانا احمد رضا خان'' کی تکفیر کی ہے، ساجد خان دیوبندی نے اس موضوع پر کچھ حوالہ جات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

''اس موضوع پر تفصیل کے لیے حضرت مفتی نجیب اللہ عمر صاحب کا مضمون ''اکابرِ اہلِ سنت دیوبند اور تکفیر احمد رضا'' مجلّہ نورِ سنت کے ''کنز الایمان نمبر'' میں ملاحظہ فرمائیں، نیز مناظرِ اِسلام مولانا ابوایوب قادری صاحب نے بھی قریباً اکابر دیوبند کے ۱۵۰ کے قریب فتاویٰ جات وحوالہ جات کو جمع کیا ہے جن میں عقائد بریلویہ پر کفر کا فتوی دیا گیا ہے''

(دِفاعِ اَھلِ السُّنَّةو الْجُمَاعَة، جلد ا، صفحہ ۷۵و۷۶، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔طبع اوّل)

قارئین اس بات پر غور کریں کہ ایک طرف ساجد خان دیوبندی اپنی کتاب میں جس

مؤقف کو درست سمجھتا ہے،اس کی صحت پر دلائل دیتا ہے اور اپنے اس مؤقف کی تائید میں مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے مضمون کو پڑھنے کی دعوت دیتا ہے، اور دوسری طرف اپنے فیس بک اکاؤنٹ سے اسی مؤقف کو غلط قرار دیتے ہوئے مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کو گفتگو کرنے کا چیلنج دیتا ہے۔**یالـلعجب**۔ثابت ہوا کہ ساجد خان دیوبندی دوزبانیں رکھنے والا متضاد شخص ہے۔(اس کی دوزبانوں کے اور بھی ثبوت ہمارے پاس موجود ہیں)

ضروری نوٹ: جو قارئین (۱) ساجد خان دیوبندی کی اپنے اکاؤنٹ سے شائع کی گئی تحریر (۲) اس میں مذکور مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کے اپنے اکاؤنٹ سے شائع کی گئی پوسٹ (جس میں اس نے ساجد خان دیوبندی کی کتاب ''دفاعِ اہل السنۃ'' کو انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کروا کر اس کے ڈاؤن لوڈ لنک کو ''دفاعِ اہلسنت کا اصلی نسخہ'' لکھ کر شیئر کیا تھا) (۳) اور مفتی نجیب اللہ عمر دیوبندی کا اپنے فیس بک اکاؤنٹ سے اپنی کتاب ''مقیاسِ سنت'' کا شائع کیا گیا سرورق (جس کے بارے میں ساجد خان دیوبندی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کی کتب سے مواد چوری کر کے لکھی گئی ہے) ملاحظہ کرنا چاہتے ہوں وہ فیس بک پر Kalimaehaq92 لکھ کر سرچ کریں، مذکورہ بالا تمام سکرین شاٹس ''مجلّہ کلمۂ حق'' کے فیس بک پیج پر ۳ ستمبر ۲۰۱۸ء کو کی گئی پوسٹ میں آپ کو مل جائیں گے۔

مقالہ کے آخر میں دورُخے ،متضاد ساجد خان دیوبندی کی مذمت ذیل میں ملاحظہ کریں۔

حدیث شریف میں متضاد باتیں کرنے والے آدمی کی مذمت:

☆حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دورُخے ،متضاد آدمی کے بارے میں اِرشاد فرماتے ہیں:

وتجدون من شرار الناس ذالوجھین الذی یاتی ھؤلاء بوجه وھو لابوجه.

یعنی ''اور تم لوگوں میں سب سے بُرا اس کو پاؤ گے جس کے دو چہرے ہوں گے ایک کے پاس ایک چہرے سے ملاقات کرے گا اور دوسرے کے پاس دوسرے چہرے سے''۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب خیار الناس، حدیث ۲۵۲۶، بیت الافکار الدولیہ، ریاض)

اپنے آپ سے ٹکرانا ''مخبوط الحواس'' شخص کا کام ہے: ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی

☆ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے متضاد نظریات رکھنے والے شخص کے متعلق لکھا ہے:

''تاریخِ بنی آدم میں مخالفوں سے ٹکرانا تو چلا آتا ہے، لیکن یہ اپنے آپ سے ٹکرانا صرف اس شخص کے بارے میں صحیح ہوسکتا ہے جو مخبوط الحواس ہو۔''

(براہِ راست قادیانیت پر غور کرنے کا آسان راستہ صفحہ ۶۵)

متضاد باتیں کرنا ''بے عقلی'' ہے: مولوی ابوایوب دیوبندی

☆ مولوی ابوایوب دیوبندی نے خود اپنی کتاب میں لکھا ہے:

''تضاد تو ہے ہی، اگر عقل نہ ہو''

(دفاع ختم نبوت اور صاحبِ تحذیر الناس، صفحہ ۲۳۱، مطبوعہ دار النعیم، عمر ٹاور، حق اسٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔ اشاعتِ اوّل: اکتوبر ۲۰۱۵ء)

مولوی ابوایوب دیوبندی کے اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ متضاد باتیں وہ کرتا ہے جس میں عقل نہ ہو۔

☆ مولوی ابوایوب دیوبندی نے اپنی کتاب ''دست و گریبان'' میں عنوان ''فاضلِ بریلوی اور جہالت وحماقت'' کے تحت لکھا ہے:

''حقیقت سے ہی بریلویوں نے پردہ اُٹھایا ہے اور خود ہی قبول فرمالیا ہے کہ فاضلِ بریلوی صاحب جاہل ہیں، میں نے جو حقیقت کہا ہے اس کی کئی وجوہات ہیں۔ ا۔ فاضلِ بریلوی کی باتوں میں تضادات ہیں۔''

(دست و گریبان، جلد ۳، صفحہ ۸۷، مطبوعہ دار النعیم، عمر ٹاور، حق سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔ اشاعتِ دوم: مئی ۲۰۱۴ء)

مولوی ابوایوب دیوبندی کے اس اقتباس کے مطابق جاہل اور احمق شخص متضاد باتیں کرتا ہے۔

متضاد باتیں کرنا ''اہلِ جاہلیت کی خاص عادت'' ہے: دیوبندیوں کے بزرگ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا مؤقف

☆ علمائے دیوبند کے ''بزرگ'' اور امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے دورُخی اور متضاد باتیں کرنا اہلِ جاہلیت کی خاص عادت قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

''متضاد باتوں کا کہنا بھی اہل جاہلیت کی خاص عادت تھی۔''

(اسلام اور مسائلِ جاہلیت، صفحہ ۱۸۳، مطبوعہ دارالدعوۃ السّلفیہ، لاہور)

(مولوی منظور نعمانی دیوبندی نے اپنی کتاب ''شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ہندوستان کے علمائے حق۔'' (مطبوعہ مکتبہ عمر بن عاص، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور)، مولوی ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب نے ''فیصل اک روشن ستارہ'' (مطبوعہ مکتبہ المعارف، فیصل آباد) اور مولوی عبدالمقدس دیوبندی صاحب نے ''تحقیق الحق'' (مطبوعہ تنظیم اشاعۃ التوحید والسنۃ گاؤں جلبئی ضلع صوابی سرحد (موجودہ نام خیبر پختونخواہ)۔) میں محمد بن عبدالوہاب کو مسلمان بزرگ قرار دیا ہے۔)

معلوم ہوا کہ ساجد خان دیوبندی، حدیث شریف کے مطابق متضاد باتیں کرنے کی وجہ سے ''سب سے بُرا''، محمد بن عبدالوہاب نجدی کے مطابق ''اہلِ جاہلیت کی خاص عادت کا حامل''، ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کے مطابق ''مخبوط الحواس'' اور مولوی ابوایوب دیوبندی کے بیان کردہ اصول کے مطابق ''بے عقل'' شخص ہے۔

دلِ اعدا کو رضا تیز نمک کی دُھن ہے
اِک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

OOOOOO

امام المتکلمین حضرت مولانا نقی علی خان پر ''جواہر البیان'' کے حوالے سے دیوبندی اعتراض کا جواب

(قسط اوّل)

میثم عباس قادری رضوی، لاہور، پاکستان

نوٹ: یہ مقالہ پہلی بار ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف، بابت ماہِ اکتوبر ۲۰۱۹ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ اس اِشاعت کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ ''جواہر البیان'' کے حوالے سے یہی اعتراض ساجد خان دیوبندی نے بھی کیا ہے۔ لہٰذا اِس اشاعت میں اس معترضِ عنید کو بھی مخاطب کیا گیا ہے۔ اور ترمیم واضافات بھی کیے گئے ہیں۔

دیوبندی اعتراض:

بدنامِ زمانہ اور دجل وفریب میں مہارتِ تامہ رکھنے والے مولوی ابوایوب دیوبندی نے اپنی بدنامِ زمانہ کتاب ''دست وگریبان'' میں مفتی احمد یار خان نعیمی کا ایک اقتباس نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

''مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں: نبی کو خدا کے سامنے ذلیل جانے وہ خود چمار ہے ذلیل ہے (جاء الحق، ص ۴۲۰، بحث عقائد دیوبندی واسلامی)''

(دست وگریبان، جلد ۳، صفحہ ۱۲۲، مطبوعہ دار النعیم، حق سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

اس کے بعد دیوبندی معترض، اعلیٰ حضرت کے ایک شعر کے مصرعے کا ذکر کر کے حضرت مولانا نقی علی خان کی کتاب سے ایک اقتباس نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''فاضل بریلوی کا باپ لکھتا ہے: موسیٰ علیہ و علٰی نبیّنا الصلاۃ والسلام پر وحی ہوئی۔ اے موسیٰ! جب تو مجھے یاد کرے اس حال پر یاد کر کہ تو اپنے اعضا توڑتا ہو اور میری یاد کے وقت خاشع وساکن ہو جا اور جب مجھے یاد

کرے اپنی زبان کو دل کے پیچھے کر اور جب میرے روبرو کھڑا ہو بندۂ ذلیل کی طرح کھڑا ہو (جواہر البیان، ص ۴۷)''

(دست و گریبان، جلد ۳، صفحہ ۱۲۲، مطبوعہ دار النعیم، حق سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

مولوی ابوایوب دیوبندی ''جاء الحق'' اور ''جواہر البیان'' کے مندرجہ بالا اقتباسات نقل کرنے کے بعد ان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''اب بتائیں کیا ''جاء الحق'' کا فتوی مفتی احمد یار نعیمی نے جو لکھا ہے، وہ فاضلِ بریلوی اور اس کے والدِ گرامی کے اوپر لگتا ہے یا نہیں۔ تو اگر ''جاء الحق'' درست اور صحیح ہے تو فاضلِ بریلوی اور اس کے والد کو چمار اور ذلیل کہہ دیں''

(دست و گریبان، جلد ۳، صفحہ ۱۲۳، مطبوعہ دار النعیم، حق سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور)

قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ یہاں مولوی ابوایوب دیوبندی یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے والدِ گرامی امام المتکلمین حضرت علامہ مولانا نقی علی خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو اپنی طرف سے ''ذلیل'' لکھا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰه۔

☆ دیوبندی مذہب کے نام نہاد مزعومہ مناظر اور دجال ساجد خان دیوبندی نے بھی اپنی کتاب میں ''جواہر البیان'' کے اس اِقتباس کو گستاخانہ قرار دیا ہے اور ''عقائدِ بریلویہ کا مختصر جائزہ'' کا عنوان قائم کر کے لکھا ہے:

''اس عنوان کے تحت رضاخانیوں کے چند گستاخانہ عقائد کا خلاصہ ان کی مستند کتب سے پیش کیا جا رہا ہے''

(مسلکِ اعلیٰ حضرت، صفحہ ۴۳، ناشر: جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان۔ طبع اوّل جولائی ۲۰۱۷ء)

مذکورہ بالا عنوان کے تحت ۱۸ نمبر عقیدہ کے تحت ساجد خان دیوبندی نے لکھا ہے:

''احمد رضا خان کے والد نے موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو ذلیل کہا

(جواہرالبیان،ص ۴۷)''

(مسلکِ اعلیٰ حضرت، صفحہ۴۶، ناشر: جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ، پاکستان۔ طبع اوّل جولائی ۲۰۱۷ء)

☆ ساجد خان دیوبندی نے اپنی ایک اور کتاب میں بھی ''جواہرالبیان'' کا یہ اقتباس نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو

(دِفاعِ اَہْلِ السُّنَّۃ والْجُمَاعَۃ، جلد۱، صفحہ۵۵۶، مطبوعہ مکتبہ ختم نبوۃ، پشاور۔ طبع اوّل)

جواب:

سب سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ اللہ کریم اپنے محبوب بندوں کے لیے اگر کوئی خاص کلمہ استعمال فرمائے تو مخلوق کو یہ حق نہیں کہ وہ بھی ان محبوب بندوں کے حق میں اس خاص کلمہ کا استعمال بطورِ انشأ کرے۔ ہاں اسے بوقتِ ضرورت، بطورِ حکایت نقل کیا جا سکتا ہے۔ دیوبندی فرقہ میں حکیم الامت اور مجدد سمجھے جانے والے مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اپنے وعظ ''العید والوعید'' میں تو یہاں تک کہا ہے کہ:

''آدم عَلَیْہِ السَّلَام کا زمین میں اُترنا بھی صورتِ قہر میں لُطف تھا اور اُن پر جو عتاب ہوا وہ بھی لطف تھا، باقی عَصٰی اٰدَمُ فرمانا یہ محبوبانہ انداز ہے، محبوب اپنے عشاق کو جو چاہے کہہ لیتے ہیں کبھی عاصی، کبھی غاوی بلکہ عاشق بھی محبوب کو ''ظالم'' یا ''ستمگر'' کہہ لیتا ہے جس سے وہ بُرا نہیں مانتا، مگر براہِ مہربانی آپ ان سُنے ہوئے الفاظ کی نسبت اپنی طرف بطورِ نقل بھی نہ کریں ورنہ آپ کے عصا لگے گا، بعض لوگوں کو سنے ہوئے الفاظ کی نقل کا شوق ہوتا ہے مگر اس کا نتیجہ ذلت ورسوائی کے سوا کچھ نہیں ہوتا''

(نظامِ شریعت، صفحہ ۲۶۸، مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور)

مذکورہ اقتباس میں مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بطورِ نقل بھی ان الفاظ کے بیان کی اجازت نہیں دی جو انبیاعلیھم السلام کے بارے میں سخت محسوس ہوتے ہیں۔ لیکن اپنی دوسری کتاب میں تھانوی صاحب نے اپنے امام مولوی اسماعیل دہلوی کی طرف سے انبیاعلیھم السلام کے بارے میں استعمال کیے گئے گستاخانہ الفاظ کا دفاع کرتے

ہوئے لکھا ہے:

''تقویۃ الایمان میں بعض الفاظ جو سخت واقع ہو گئے ہیں تو اس زمانہ کی جہالت کا علاج تھا، جس طرح قرآنِ مجید میں عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو اِلٰـہ ماننے والوں کے مقابلہ میں: قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۔الخ ((آپ یوں پوچھیے کہ اگر ایسا ہے تو یہ بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم کو اور ان کی والدہ کو اور جتنے زمین میں ہیں ان سب کو ہلاک کرنا چاہیں تو کوئی شخص ایسا ہے جو خدا تعالیٰ سے ان کو ذرا بھی بچا سکے)) فرمایا ہے''

(امداد الفتاویٰ، جلد ۵، صفحہ ۳۸۳، مطبوعہ ادارہ اشرف العلوم، مولوی مسافر خانہ، کراچی)

مذکورہ بالا اقتباس میں مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اور حضرت مریم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد فرمائے گئے ان الفاظ (جن کو خود مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے سخت قرار دیا ہے) کو بنیاد بنا کر مولوی اسماعیل دہلوی کے گستاخانہ الفاظ کا دفاع کرنے کی کوشش کی ہے۔ یقیناً یہ مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کی تضاد بیانی اور دورُخی ہے اور ان کے اس موقف سے ٹکراتی ہے جس میں خود مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد فرمائے گئے الفاظ کو بطورِ نقل بیان کرنے سے بھی منع کیا ہے، جیسا کہ آپ نے مولوی اشرفعلی تھانوی کی کتاب ''نظامِ شریعت'' میں شامل وعظ ''العید والوعید'' کے حوالے سے ملاحظہ کیا ہے۔

اب مولوی ابوایوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی کے اعتراض کے جواب کی طرف آیئے۔

۱۔ مولوی ابوایوب دیوبندی نے ''جواہر البیان'' کے حوالے سے جو اقتباس نقل کیا ہے اس کے شروع سے درج ذیل یہ فقرہ نقل نہیں کیا:

''امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں''

اس فقرہ کو نقل نہ کرنے کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ اگر خائن مولوی ابوایوب دیوبندی مندرجہ بالا فقرہ بھی نقل کر دیتا تو معلوم ہو جاتا کہ حضرت مولانا نقی علی خان پر اس کا الزام نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ آپ نے اسے حضرت امام غزالی سے نقل کیا ہے، اور دیوبندی مذہب کے اُصول کے مطابق ناقل پر الزام نہیں لگ سکتا۔ اس اُصول کو باحوالہ آگے بیان کیا جائے گا۔

۲۔ جو اقتباس مولوی ابوایوب دیوبندی نے نقل کیا ہے اس کے شروع میں یہ الفاظ موجود ہیں:

''موسیٰ علیہ و علٰی نبیّنا الصلاۃ و السلام پر وحی ہوئی''

ان الفاظ سے مولوی ابوایوب دیوبندی کو معلوم ہو جانا چاہیے تھا کہ ''جواہر البیان'' کے جس لفظ ''ذلیل'' پر میں اعتراض کر رہا ہوں وہ مولانا نقی علی خان نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے ارشاد فرمایا ہے۔ اس لیے مجھے لفظ ''ذلیل'' کی وجہ سے مولانا نقی علی خان پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے، لیکن مولوی ابوایوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی دجل کرنے سے باز نہ آئے۔ کیونکہ دجل ان کی خوراک ہے۔

مولوی ابوایوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی جاہل یا خائن و بددیانت؟ فیصلہ قارئین پر:

اب دو ہی صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: یہ ہے کہ دیوبندی مزعومہ مناظر مولوی ابوایوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی نے ''انشاء'' اور ''حکایت'' میں فرق نہ سمجھتے ہوئے جہالت کی وجہ سے مولانا نقی علی خان پر یہ اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے اپنی طرف سے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے لیے ''ذلیل'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰه۔

دوسری صورت:

یہ ہے کہ مولوی ابوایوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی نے یہ جاننے کے باوجود کہ

ا۔ مولانا نقی علی خان نے اسے امام غزالی سے بطورِ حکایت نقل کیا ہے۔

اور

۲۔امام غزالی نے اللہ تعالیٰ کے اپنے پیغمبر کے بارے کہے گئے الفاظ نقل کیے ہیں، جن میں لفظ ''ذلیل'' بھی موجود ہے۔

ان دونوں باتوں کو جاننے کے باوجود مولوی ابوایوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی نے بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے یہودیانہ ذوق کی تسکین کے لیے مولانا نقی علی خان پر اعتراض کیا ہے۔

اب یہ فیصلہ قارئین پر ہے کہ مولوی ابوایوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی کو جاہل قرار دیتے ہیں یا بددیانت وخائن۔

''جواہر البیان'' کے جس اقتباس پر اعتراض کیا گیا ہے وہ ''احیاء العلوم'' سے نقل کیا گیا ہے:

۳۔مولوی ابوایوب دیوبندی کے اعتراض کے بعد جب راقم نے حضرت امام غزالی کی کتب میں تلاش کیا تو ''احیاء العلوم'' میں یہ حکایت مل گئی۔

ذیل میں ملاحظہ کیجیے کہ اِسی حکایت کا ترجمہ مولوی ندیم الواجدی دیوبندی، فاضلِ دیوبند نے کن الفاظ میں کیا ہے:

''اے موسیٰ! جب تو میرا ذکر کرے تو اپنے ہاتھ جھاڑ لے (یعنی تمام کاموں سے فارغ ہو کر میرا ذکر کر) اور میرے ذکر کے وقت خشوع وخضوع اور اطمینان وسکون سے رہ اور جب میرا ذکر کرے تو اپنی زبان اپنے دل کے پیچھے کر لے اور جب میرے سامنے کھڑا ہو تو ''ذلیل وخوار'' بندے کی طرح کھڑے ہو''۔

(احیاء العلوم، جلد ۱، صفحہ ۲۹۷، تیسرا باب، نماز کی باطنی شرائط، مطبوعہ دارالاشاعت، ایم اے جناح روڈ، اُردو بازار، کراچی)

(نوٹ: قوسین میں درج الفاظ بھی مترجم کے ہیں)

قارئین! آپ نے فرق ملاحظہ کیا کہ مولانا نقی علی خان نے ''ذلیل'' کا لفظ حکایتاً نقل کیا

ہے اور مولوی ندیم الواجدی دیوبندی نے ''احیاء العلوم'' کا ترجمہ کرتے ہوئے ''ذلیل'' کے ساتھ، اپنی طرف سے لفظ ''خوار'' کا اضافہ کر دیا ہے۔ مولوی ابوایوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی کو چاہیے کہ اپنے اعتراض کے مطابق حضرت امام غزالی، مولوی ندیم الواجدی دیوبندی اور اس کتاب کے دیوبندی ناشرین کے بارے میں بھی لکھیں اور چھاپیں کہ انہوں نے اللہ کے نبی کو ''ذلیل'' کہا اور چھاپا ہے۔

معتبر دیوبندی علما کے بیان کردہ اُصول کے ذریعے مولوی ابوایوب دیوبندی کے اعتراض کا جواب:

۴۔ مولوی ابوایوب دیوبندی اور ساجد خان دیوبندی خود کو مناظر سمجھتے ہیں، بلکہ مولوی ابوایوب دیوبندی کو تو مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے اپنی تنظیم کی طرف سے مناظر بھی مقرر کر رکھا ہے، لیکن افسوس اِلیاس گھمن دیوبندی نے اپنے اِن دونوں چیلوں کو یہ اہم اُصول نہ سکھایا کہ:

''ناقل پر فتویٰ نہیں لگایا جاتا''۔

اس کی مختصر وضاحت ذیل میں عرض کرتا ہوں۔

☆ مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے اپنی تقریر میں یہ اُصول بیان کیا ہے کہ:

''ناقل پر فتویٰ نہیں لگاتے''

(خطباتِ برما، صفحہ ۸۳، مطبوعہ مکتبۃ اھلُ السُّنَّۃ و الجَمَاعَۃ، ۸۷-جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا)

☆ دیوبندی مذہب کے مشہور شکست خوردہ مناظر مولوی طاہر گیاوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''تیسری بات جو خاص طور سے اس جگہ قابلِ لحاظ ہے وہ یہ ہے کہ قاری محمد طیب صاحب نے ان اقتباسات میں جو کچھ پیش کرنا چاہا ہے وہ ان کی اپنی بات نہیں ہے بلکہ علامہ عبدالغنی نابلسیؒ سے انہوں نے اس کو نقل کرتے

ہوئے تحریر فرمایا ہے، لہٰذا قاری محمد طیب صاحبؒ کی حیثیت صرف ناقل کی ہے، قائل کی نہیں۔لہٰذا جوفتوی اس پر لگایا جائے گا وہ اصل قائل پر چسپاں ہوگا نہ کہ ناقل پر۔''

(بریلویت کا شیش محل، صفحہ ۳۱، مطبوعہ کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند)

نوٹ: قاری طیب دیوبندی کے نام کے ساتھ کلمۂ ترحیم کی علامت طاہر گیاوی دیوبندی کی تحریر کردہ ہے، تصحیحِ نقل کے التزام کی وجہ سے نقل کی گئی ہے۔

☆ مولوی عبدالقدوس قارن دیوبندی بن مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''ناقل کے ذمہ صرف صحتِ نقل ہے''

(مجذوبانہ واویلا، صفحہ ۱۹۴، مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ)

دیوبندی مذہب کے ان تینوں علما کے حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ''ناقل پر فتوی نہیں لگاتے''۔اُمید ہے کہ مولوی ابوایوب دیوبندی اورساجدخان دیوبندی اگر دیوبندی علما کے بیان کردہ اس اُصول (ناقل پرفتوی نہیں لگتا) سے جاہل تھے تواب یقیناً واقف ہوگئے ہوں گے، لہٰذاب ان کو چاہیے کہ ''جواہرالبیان'' کے حوالے سے کیے گئے اعتراض سے رجوع کریں۔ (جاری ہے)

توہین مدینہ پر امام مالک رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

شفا شریف میں قاضی عیاض علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ایک شخص نے کہا: مدینہ طیبہ کی مٹی خراب ہے۔ حضرت امام علیہ الرحمہ نے فتویٰ دیا کہ اسے تیس (۳۰) درّے مارے جائیں اور قید کیا جائے۔ اور فرمایا کہ ایسا شخص تو اسی لائق ہے کہ اس کی گردن ماردی جائے وہ (مقدس) زمین جس میں رسول اللہ ﷺ آرام فرمارہے ہیں اس کی نسبت گمان کرتا ہے کہ وہ خراب ہے۔

’’حرمین شریفین اور میلاد‘‘

تحریر: محمد نعیم الدین، سرگودھا/محمد سیفِ رضا، کراچی

مبتدعینِ زمانہ دیابنہ و وہابیہ جب میلاد کیخلاف دلائل دینے سے عاجز ہو جاتے ہیں تو روتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حرمین شریفین میں نہیں منایا جاتا۔ گو کہ اس لغو اور فضول اعتراض کے کئی جوابات دیئے جا چکے ہیں کہ پہلے جب وہاں سنیوں کی حکومت تھی تو میلاد النبی کی محافل منعقد ہوتی تھیں، مگر جب سے وہاں نجدیوں نے قبضہ کیا ہے تو سرزمینِ عرب پر شراب خانے، جوا خانے، سینما کلب، عید الوطنی، ویلنٹائن ڈے وغیرہ منانا جائز ہو گیا ہے مگر سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت باسعادت کا دن منانا حرام، بدعت و ناجائز قرار دے دیا گیا ہے۔

یہاں ہم ان علما کے حوالہ جات دے رہے ہیں جو دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک معتبر ہیں۔

حرمین شریفین کے اشرافِ اہلِ سنت کے افعال سے فقہا کا مسائل شرعیہ میں استدلال:

’’و قال ابو یوسف وھو قول الشافعی یجوز للفجر فی النصف الاخیر من اللیل لتوارث اھل الحرمین‘‘

یعنی ’’کہا ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اذان واسطے نماز فجر کے بعد نصف شب کے قبل وقت نماز کے جائز ہے اس لیے کہ عمل اہل مکہ و مدینہ کا بطریق توارث اس طرح پڑھے۔‘‘

(ہدایہ اولین، باب الاذان، مطبوعہ مکتبۃ البشری، جلد اول، ص ۱۶۹)

ا۔ علامہ ابن جوزی (المتوفی ۵۷۹ ہجری) ’’بیان المیلاد النبوی صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ‘‘میں فرماتے ہیں:

لا زال أهل الحرمين الشريفين والمصر واليمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب يحتفلون بمجلس مولد النبى صلى اللّٰه عليه وآله وسلم،ويفرحون بقدوم هلال شهر ربيع الأول ويهتمون اهتمامًا بليغًا على السماع والقراة لمولد النبى صلى اللّٰه عليه وآله وسلم، وينالون بذالك أجرًا جزيلاً وفوزًا عظيمًا.

ترجمہ:’’مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ،مصر،شام،یمن الغرض شرق تا غرب تمام بلادِعرب کے باشندے ہمیشہ سے میلادالنبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں۔وہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہتی۔چنانچہ ذکرِ میلاد پڑھنے اور سننے کا خصوصی اہتمام کرتے اور اس کے باعث بے پناہ اَجروکامیابی حاصل کرتے رہے ہیں۔‘‘

(ابن جوزی،بیان المیلاد النبوی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ،صفحہ۵۸)

۲۔امام ابوالحسن محمد بن احمد المعروف بابن جبیر اندلسی المتوفی ۶۱۴ ھجری اپنے تاریخی سفرنامے میں لکھتے ہیں:-

ومن مشاهدها الكريمة أيضا مولد النبى صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ .... يفتح هذا الموضع المبارك فيدخله الناس كافة متبركين به فى شهر ربيع الأول ويوم الاثنين منه، لأنه كان شهر مولد النبى صلى الله عليه وسلم،وفى اليوم المذكور ولد فيه النبى صلى اللّٰه عليه وسلم،تفتح المواضع المقدسة المذكورة كلهاوهو يوم مشهود بمكة دائما

(کتاب رحلۃ ابن جبیر الأندلسی،صفحہ۸۲،طبع مکتبۃ الھلال)

مفہومِ عبارت:

’’مکہ مکرمہ کی زیارات میں سے ایک جگہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی جائے

ولادت ہے“ ...... ماہِ ربیع الاول میں خصوصا آپ کی ولادت کے دن سوموار کو اس مکان کو زیارت کیلئے کھول دیا جاتا ہے اور لوگ جوق در جوق اس کی زیارت کرتے ہیں اور تبرک حاصل کرتے ہیں، کیونکہ ربیع الاول کا مہینہ نبیِ پاک صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے مولد کا مہینہ ہے اور یہ سوموار کا دن جو مذکور ہوا، آپ کی ولادت کا دن ہے اور جتنے مقاماتِ مقدسہ ذکر کئے گئے ہیں یہ سارے اسی دن کھولے جاتے ہیں اور لوگ اس دن زیارت کرتے ہیں اور ہمیشہ سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے“

۳۔ الامام المحدث الفقیہ ابوالعباس العزفی (المتوفی ۶۳۳ ہجری) کہتے ہیں:

“إن يوم المولد النبوى كان يتخذ عطلة عامة بمكة المكرمة......... وتفتح فيه الكعبة المشرفة ليؤمها الزوار

(كتاب ورقات فى حضارة المرينيين لمحمد المنونى، صفحہ ۵۱۷، ۵۱۸، طبع النجاح الجديدة، الدار البيضاء بالمغرب)

۴۔ مشہور سیاح محمد بن عبداللہ بن محمد اللواتی الطنجی المعروف بہ ابنِ بطوطہ اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں:

ويفتح الباب الكريم فى كل يوم جمعة بعد الصلاة ويفتح فى يوم مولد النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(رحلة ابن بطوطة المسماة تحفة النظار فى غرائب الامصار وعجائب الأسفار لإبن بطوطة، جلد ا، صفحہ ۱۰۱، طبع دار الشرق العربی)

نوٹ اس سفر نامہ کا ترجمہ رئیس احمد جعفری نے بھی کیا ہے، وہ لکھتا ہے:

”باب کریم ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ اور آں حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادتِ باسعادت کے دن کھولا جاتا ہے“

(سفر ابنِ بطوطہ، حصہ اول، صفحہ ۱۶۲، نفیس اکیڈیمی اردو بازار، کراچی)

۵۔ اِمام برہان الدین ابو اِسحاق اِبراہیم بن عبدالرحیم بن اِبراہیم بن جماعہ الشافعی (متوفی ۷۹۰ھ) ایک نام وَر قاضی ومفسر تھے۔ملا علی قاری (م۱۰۱۴ھ) آپ کے معمولاتِ میلاد شریف کی بابت لکھتے ہیں:

فقد اتصل بنا ان الزاهد القدوة المعمر ابا اسحاق ابراهيم بن عبدالرحيم بن ابراهيم جماعة لماكان بالمدينة النبوية، على ساكنها افضل الصلاة واكمل التحية، كان يعمل طعاماً فى المولد النبوى، ويطعم الناس، ويقول:لوتمكنت عملت بطول الشهر كل يوم مولداً.

(المورد الروى فى مولد النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ و نسبه الطاهر، صفحہ۱۷)

ترجمہ:''ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ زاہد وقدوہ معمرابو اِسحاق بن اِبراہیم بن عبدالرحیم جب مدینۃ النبی۔اُس کے ساکن پراَفضل ترین درود اور کامل ترین سلام ہو۔میں تھےتو میلادِ نبوی صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے موقع پر کھانا تیارکرکےلوگوں کو کھلاتے تھے، اورفرماتے تھے:اگر میرے بس میں ہوتا تو پورامہینہ ہرروز محفلِ میلاد کا اہتمام کرتا۔''

۶۔امام سخاوی (المتوفی ۹۰۲ہجری)فرماتے ہیں:

وأما أهل مكة معدن الخير والبركة فيتوجهون إلى المكان المتواتر بين الناس أنه محل مولده، وهو فى ''سوق الليل'' رجاء بلوغ كل منهم بذالك المقصد، ويزيد اهتمامهم به على يوم العيد حتى قلَّ أن يتخلف عنه أحد من صالح و طالح، و مقل وسعيد سيما ''الشريف صاحب الحجاز'' بدون توارٍ و حجاز وجود قاضيهاوعالمها البرهانى الشافعى إطعام غالب الواردين وكثير من القاطنين المشاهدين فاخر الأطعمة والحلوى، ويمد

للجمهور فی منزله صبیحتها سماطاً جامعاً رجاء لکشف البلوی، وتبعه ولده الجمالی فی ذالك للقاطن والسالك .

''اور اہلِ مکہ خیر وبرکت کی کان ہیں۔ وہ سوق اللیل میں واقع اُس مشہور مقام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جائے ولادت ہے۔ تاکہ ان میں سے ہر کوئی اپنے مقصد کو پا لے۔ یہ لوگ عید (میلاد) کے دن اس اہتمام میں مزید اضافہ کرتے ہیں یہاں تک کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی نیک یا بد، سعید یا شقی اس اہتمام سے پیچھے رہ جائے۔ خصوصاً امیرِ حجاز بلاتردّد (بہ خوشی) شرکت کرتے ہیں۔ اور مکہ کے قاضی اور عالم ''البرہانی الشافعی'' نے بے شمار زائرین، خدام اور حاضرین کو کھانا اور مٹھائیاں کھلانے کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ اور وہ (امیر حجاز) اپنے گھر میں عوام کے لیے وسیع وعریض دسترخوان بچھاتا ہے، یہ امید کرتے ہوئے کہ آزمائش اور مصیبت ٹل جائے۔ اور اس کے بیٹے ''جمالی'' نے بھی خدام اور مسافروں کے حق میں اپنے والد کی اتباع کی ہے۔''

(ملا علی قاری، المورد الروی فی مولد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ و نسبه الطاهر ، صفحہ ۱۵)

ملا علی قاری (المتوفی ۱۰۱۴ ہجری) اِس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت: أما الآن فما بقی من تلك الأطعمة إلا الدخان، ولا یظهر مما ذکر إلا بریح الریحان، فالحال کما قال:

أما الخیام فإنها کخیامهم

وأری نساء الحی غیر نسائهم

''میں کہتا ہوں: اب ان کھانوں میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے دھوئیں کے۔ اور نہ ہی مذکورہ بالا اشیاء میں سے پھلوں کی خوشبو کے سوا کچھ

رہا۔اب تو حال شاعر کے اس شعر کے مطابق ہے:

خیمے تو ان کے خیموں کی طرح ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس قبیلے کی عورتیں ان عورتوں سے بہت مختلف ہیں۔''

(ملا علی قاری،المورد الروی فی مولد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ و نسبہ الطاہر ،صفحہ ۱۵)

۷۔علامہ امام شہاب الدین قسطلانی شافعی شارح بخاری علیہ الرحمہ (متوفی 923ھ) فرماتے ہیں:

و قیل لاثنی عشر و علیہ عمل أهل مکة فی زیارتهم موضع مولدہ فی هذا الوقت

''اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بارہ ربیع الاول کو ولادت ہوئی اور اسی پر اہل مکہ ولادت کے وقت اس جگہ کی زیارت کرتے ہیں۔''

(المواہب اللدنیۃ،الجزءالأول،صفحہ ۷۵،دارالکتب العلمیۃ بیروت۔المواہب اللدینہ مع زرقانی، جلداول،صفحہ نمبر ۲۴۷)

۸۔محمد جاراللہ ابن ظہیرہ حنفی (المتوفی ۹۸۶ ہجری) اہلِ مکہ کے جشنِ میلاد کے بارے میں لکھتے ہیں:

وجرت العادة بمکة لیلة الثانی عشر من ربیع الأول فی کل عام أن قاضی مکة الشافعی یتهیّأ لزیارة هذا المحل الشریف بعد صلاة المغرب فی جمع عظیم، منهم الثلاثة القضاة وأکثر الأعیان من الفقهاء والفضلاء، وذوی البیوت بفوانیس کثیرة وشموع عظیمة وزحام عظیم .ویدعی فیه للسلطان ولأمیر مکة، وللقاضی الشافعی بعد تقدم خطبة مناسبة للمقام، ثم یعود منه إلی المسجد الحرام قبیل العشاء، ویجلس خلف مقام

الخليل عليه السلام بإزاء قبة الفراشين، ويدعو الداعی لمن ذكر آنفًا بحضور القضاة وأكثر الفقهاء .ثم يصلون العشاء وينصرفون، ولم أقف علی أول من سن ذالك، سألت مؤرخی العصر فلم أجد عندهم علما بذالك .

(ابن ظہیرہ، الجامع اللطیف فی فضل مکۃ وأہلہا وبناء البیت الشریف، صفحہ ۲۰۱،۲۰۲)

''ہر سال مکہ مکرمہ میں بارہ ربیع الاول کی رات اہل مکہ کا یہ معمول ہے کہ قاضی مکہ جو کہ شافعی ہیں۔ مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ مولد شریف کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ ان لوگوں میں تینوں مذاہبِ فقہ کے قاضی، اکثر فقہاء، فضلاء اور اہل شہر ہوتے ہیں جن کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں۔ وہاں جا کر مولد شریف کے موضوع پر خطبہ دینے کے بعد بادشاہِ وقت، امیرِ مکہ اور شافعی قاضی کے لیے (منتظم ہونے کی وجہ سے) دعا کی جاتی ہے۔ پھر وہ وہاں سے نمازِ عشاء سے تھوڑا پہلے مسجد حرام میں آجاتے ہیں اور صاحبانِ فراش کے قبہ کے مقابل مقامِ ابراہیم کے پیچھے بیٹھتے ہیں۔ بعد ازاں دعا کرنے والا کثیر فقہاء اور قضاۃ کی موجودگی میں دعا کا کہنے والوں کے لیے خصوصی دعا کرتا ہے اور پھر عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد سارے الوداع ہو جاتے ہیں۔ (مصنف فرماتے ہیں کہ) مجھے علم نہیں کہ یہ سلسلہ کس نے شروع کیا تھا اور بہت سے ہم عصر مؤرّخین سے پوچھنے کے باوُ جود اس کا پتہ نہیں چل سکا۔''

۹۔ علامہ قطب الدین حنفی (المتوفی ۹۸۸ھ) نے کتاب ''**الاعلام باعلام بيت الله الحرام فی تاريخ مكة المشرفة** '' میں اہلِ مکہ کی محافلِ میلاد کی بابت تفصیل سے لکھا ہے۔ اُنہوں نے واضح کیا ہے کہ اہلِ مکہ صدیوں سے جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مناتے رہے ہیں۔

يزار مولد النبی صلی الله عليه وآله وسلم المكانی فی الليلة الثانية عشر من شهر ربيع الأول فی كل عام، فيجتمع الفقهاء

والأعيان على نظام المسجد الحرام والقضاة الأربعة بمكة المشرفة بعد صلاة المغرب بالشموع الكثيرة والمفرغات والفوانيس والمشاغل وجميع المشائخ مع طوائفهم بالأعلام الكثيرة ويخرجون من المسجد إلى سوق الليل ويمشون فيه إلى محل المولد الشريف بازدحام ويخطب فيه شخص ويدعو للسلطنة الشريفة، ثم يعودون إلى المسجد الحرام ويجلسون صفوفا فى وسط المسجد من جهة الباب الشريف خلف مقام الشافعية ويقف رئيس زمزم بين يدى ناظر الحرم الشريف والقضاة ويدعو للسلطان ويلبسه الناظر خلعة ويلبس شيخ الفراشين خلعة .ثم يؤذن للعشاء ويصلى الناس على عادتهم، ثم يمشى الفقهاء مع ناظر الحرم إلى الباب الذى يخرج منه من المسجد، ثم يتفرقون .وهذه من أعظم مواكب ناظر الحرم الشريف بمكة المشرفة ويأتى الناس من البدو والحضر وأهل جدة، وسكان الأودية فى تلك الليلة ويفرحون بها

''ہر سال با قاعدگی سے بارہ ربیع الاول کی رات حضور صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی جائے ولادت کی زیارت کی جاتی ہے۔ (تمام علاقوں سے) فقہاء، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجد حرام میں اکٹھے ہوتے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں کثیر تعداد میں شمعیں، فانوس اور مشعلیں ہوتیں ہیں۔ یہ (مشعل بردار) جلوس کی شکل میں مسجد سے نکل کر سوق اللیل سے گزرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے ولادت کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ پھر ایک عالم دین وہاں خطاب کرتا ہے اور اس سلطنتِ شریفہ کے لیے دعا کرتا ہے۔ پھر تمام لوگ دوبارہ مسجد حرام میں آنے کے بعد باب شریف کی طرف رُخ کر کے مقامِ شافعیہ کے پیچھے مسجد کے وسط میں بیٹھ جاتے ہیں اور رئیسِ

زَم زَم حرم شریف کے نگران کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ بعدازاں قاضی بادشاہِ وقت کو بلاتے ہیں، حرم شریف کا نگران اس کی دستار بندی کرتا ہے اور صاحبانِ فراش کے شیخ کو بھی خلعت سے نوازتا ہے۔ پھر عشاء کی اذان ہوتی اور لوگ اپنے طریقہ کے مطابق نماز ادا کرتے ہیں۔ پھر حرم پاک کے نگران کی معیت میں مسجد سے باہر جانے والے دروازے کی طرف فقہاء آتے اور اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ یہ اتنا بڑا اجتماع ہوتا کہ دور دراز دیہاتوں، شہروں حتیٰ کہ جدہ کے لوگ بھی اس محفل میں شریک ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اِظہار کرتے تھے۔"

(الإعلام بأعلام بیت اللّٰہ الحرام فی تاریخ مکة المشرفة، صفحہ۳۵۵،۳۵۶)

۱۰۔ وکیلِ احناف حضرت ملاعلی قاری رحمہ اللہ (المتوفی ۱۰۱۴ ہجری) فرماتے ہیں:

"خیر و برکت کے مرکز مکہ مکرمہ کے باشندوں کا معاملہ یوں ہے کہ وہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جائے ولادت "سوق اللیل" پر اپنے مقاصد کی کامیابی کے لیے حاضر ہوتے ہیں اور "یومِ عید" کو تو اس جگہ حاضری کے لیے نہایت درجہ اہتمام کرتے ہیں"۔

مزید فرماتے ہیں کہ

"اہلِ مدینہ اللہ تعالیٰ ان میں روز افزوں اضافہ فرمائے، یہ محافل میلادالنبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے پوری توجہ کیساتھ انتظام واہتمام کیا کرتے ہیں"۔

(المورد الروی فی المولد النبوی، مترجم، صفحہ ۳۰،۳۱)

۱۱۔ شیخِ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۰۵۲ ہجری) اپنی مشہور کتاب "ماثبت بالسنته فی ایام السنة" میں (جس کا ترجمہ دیوبندیوں نے "مومن کے ماہ و سال" کے نام سے کیا ہے) فرماتے ہیں:

"بارہویں ربیع الاول، تاریخِ ولادتِ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مشہور ہے اور اہلِ مکہ کا یہی عمل ہے کہ وہ اس تاریخ کو مقامِ ولادتِ رسالت مآب کی اب تک زیارت کرتے ہیں۔"

(مؤمن کے ماہ وسال، صفحہ ۸۱، ۸۲)

۱۲۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۱۷۴ ہجری) فرماتے ہیں کہ

"وكنت قبل ذلك بمكة المعظمة فى مولد النبى صلى الله عليه وآله وسلم فى يوم ولادته، والناس يصلون على النبى صلى الله عليه وآله وسلم"

(فیوض الحرمین، ص ۸۰،۸۱، طبع کراچی)

"میں مکہ معظّمہ میں نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مقامِ ولادت پر حاضر ہوا تھا یہ دن آپ کی ولادتِ مبارک کا دن تھا اور لوگ وہاں جمع تھے اور آپ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) پر دُرود وسلام پڑھ رہے تھے۔"

(فیوض الحرمین مترجم، صفحہ ۱۱۵)

۱۳۔مفتی عنایت احمد کاکوری علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۲۷۹ ہجری) ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے عظیم مجاہد تھے، وہ اپنی کتاب "تواریخِ حبیبِ الٰہ" میں فرماتے ہیں:

"بارہویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ محفلِ متبرک مسجد (نبوی) شریف میں ہوتی ہے اور مکہ معظّمہ میں مکانِ ولادت آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"۔

(تواریخ حبیبِ الٰہ، صفحہ ۱۵)

اور یہ وہ کتاب ہے جس سے مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے "نشر الطیب" میں استفادہ حاصل کیا تھا اور اسی طرح رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کو یہی کتاب میلاد میں پڑھنے کے لیے بھیجا تھا۔

(تذکرۃ الرشید، جلد دوم، صفحہ ۳۵۶، جدید ایڈیشن۔ پرانا ایڈیشن، صفحہ ۲۸۴)

۱۴۔علامہ عبدالحئی لکھنوی (المتوفی ۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

’’’’جس زمانے میں بہ طرزِ مندوب محفلِ میلاد کی جائے، باعثِ ثواب ہے اور حرمین شریفین، بصرہ، شام، یمن اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی ربیع الاوّل کا چاند دیکھ کر میلاد کا اہتمام کرتے ہیں، چراغاں کرتے ہیں، خوشی کا اظہار کرتے ہیں، کارِ خیر کرتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، نعت اور سماعت میلاد کا اہتمام کرتے ہیں اور روح پرور محافل کا انعقاد کرتے ہیں، یہ ان کے معمولات میں شامل ہیں‘‘۔

(مجموعۃ الفتاویٰ، جلد۲، صفحہ۲۸۳، مطبوعہ ایچ ایم سعید، کراچی)

۱۵۔علمائے دیوبند کے پیرو مرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی نے لکھا ہے:

’’ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں، تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں، جب صورتِ جواز موجود ہے تو پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے ’’اتباعِ حرمین‘‘ کافی ہے‘‘

(امدادالمشتاق، صفحہ۵۲)

ہم نے جو حوالہ جات دیئے ہیں ان سے واضح ہوجاتا ہے کہ میلادالنبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محافل سجانا یہ صدیوں سے اُمتِ محمدیہ کا معمول ہے اور یہ محافل حرمین شریفین میں بھی منعقد کی جاتی تھیں۔لیکن جب سے وہاں سعودی نجدی وہابیوں کی حکومت آئی ہے وہاں اس عمل مبارک پر پابندی لگادی گئی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فتنۂ نجدیہ وہابیہ دیوبندیہ کے شر کے اُمتِ مسلمہ کے ایمان کو سلامت رکھے۔آمین۔

☆☆☆☆☆

ردِّ دیوبندیت پر شائع ہونے والی کچھ اہم کُتُب

عبدالمصطفیٰ قادری رضوی

۱۔ نام کتاب: ”یہ آئینہ انہی کے لیے ہے“ (صفحات: ۴۸۸)
مؤلف: سرکوبِ دیوبندیت علامہ مولانا ابوحامد رضوی مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی
ناشر: ادارہ تحفظِ عقائدِ اہلِ سنت، پاکستان
نوٹ: اس کتاب نے ایوانِ دیوبند میں صفِ ماتم برپا کردی ہے۔

۲۔ نام کتاب: ”چہل مسئلہ دیوبندیہ“ بجواب ”چہل مسئلہ حضراتِ بریلویہ“
صفحات: ۵۵۷
مؤلف: سرکوبِ دیوبندیت علامہ مولانا ابوحامد رضوی مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی
ناشر: ادارہ تحفظِ عقائدِ اہلِ سنت، پاکستان
مختصر تبصرہ: مولوی سرفراز گکھڑوی کی پسندیدہ کتاب ”چہل مسئلہ حضرات بریلویہ“ کا منہ توڑ علمی و تحقیقی جواب ہے۔

مذکورہ بالا دونوں کتابیں کراچی میں ان مکتبوں پر دستیاب ہیں:
۱۔ ”مکتبہ برکات المدینہ، جامع مسجد بہار شریعت، بہادرآباد، کراچی“۔
۲۔ مکتبہ الغنی، پرانی سبزی منڈی نزد فیضانِ مدینہ، کراچی۔
۳۔ مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، بالمقابل مین گیٹ عسکری پارک، نزد بابا جلال بلڈنگ، کراچی۔ دونوں کتابیں بذریعہ ڈاک کتاب حاصل کرنے کے لیے رابطہ نمبر 03158144034

ہندوستانی احباب ان دونوں کتب کے حصول کے لیے 9272606631 پر رابطہ کریں۔

۳۔نام کتاب:"ترجمہ کنزالایمان پر دیوبندی اعتراضات کا علمی جائزہ"
مؤلف:میثم عباس قادِری رضوی
(صفحات:80)
ناشر:
پاکستان: جمعیت اشاعتِ اہلِ سُنَّت ،نور مسجد، کاغذی بازار، کراچی۔
ہندوستان: رضا اکیڈمی، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، بمبئی۔

۴۔نام کتاب: "کیا مکالمۃ الصدرین جعلی کتاب ہے؟"۔(صفحات:64)
مؤلف: میثم عباس قادری رضوی
ناشر:
جمعیت اشاعتِ اہلِ سُنَّت ،نور مسجد، کاغذی بازار، کراچی

مختصر تبصرہ: ساجد خان دیوبندی نے ایک دوست کو کہا تھا کہ اس کا جواب "دِفاعِ اَھلِ السُّنَّۃ و الْجُمَاعَۃ" جلد دوم میں اس کا جواب آئے گا، لیکن جلد دوم میں وہ اس کتاب میں مذکور دلائل کا جواب دینے سے عاجز رہا۔فَالْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

۵۔نام کتاب: "بہشتی زیور کیسی کتاب ہے"۔(صفحات:40)
مُرَتِّبْ: میثم عباس قادری رضوی
ناشر:
مرکزی مجلسِ رضا، لاہور

ضروری نوٹ:"کلمۂ حق" میں جن کتب پر تبصرہ کیا جاتا ہے، ان کے ہر ہر لفظ سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

اِمام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کی وصیت

’’پیارے بھائیو!۔۔۔اس وقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں، ایک تو اللہ ورسول، جَلَّ جَلالُهٗ وصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کی اور دوسری خود میری، تم مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کی بھولی بھیڑیں ہو، بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکادیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، اُن سے بچو اور دُور بھاگو، دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے، جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا، یہ سب بھیڑیئے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں، اُن کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، ربُّ العزۃ جَلَّ جَلالُهٗ کے نور ہیں، حضور سے صحابہ روشن ہوئے، اُن سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، اُن سے آئمہ مجتہدین روشن ہوئے، اُن سے ہم روشن ہوئے، اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لو، ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو، وہ نور یہ ہے کہ اللہ ورسول کی سچی محبت، اُن کی تعظیم اور اُن کے دوستوں کی خدمت اور اُن کی تکریم اور اُن کے دشمنوں سے سچی عداوت، جس سے اللہ ورسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ، پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو، فوراً اُس سے جُدا ہو جاؤ، جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو، پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اُسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو‘‘۔

(وصایا شریف، ص۴، مطبوعہ الیکٹرک ابو العلائی پریس، آگرہ)

اعلیٰحضرت عظیم البرکت مولٰینا الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں

ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے اُستاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے، دوستی، اُلفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جبے عمامے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جُبّے نہیں پہنتے؟ عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام و علم و ظاہری فضل کو لے کر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضورؐ سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر بُرے سے بدتر بُرا نہ جانا یا اسے بُرا کہنے پر بُرا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو لِلّٰہ اب تم ہی انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔ قرآن و حدیث نے جس پر حصولِ ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دُور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہو گی وہ ان کے بدگو کی وقعت کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا اُستاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو، واللہ اپنے حال پر رحم کرو۔

(تمہیدِ ایمان ص۶-۷ مطبوعہ لاہور)